الصلوٰۃ خیر من النوم

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

جس میں نمازِ فجر سے متعلق ترغیبی وترہیبی بحوالہ احادیث، نمازِ فجر کی خصوصیات اوراس کی باجماعت پابندی کا طریقہ کارذکر کیا گیا ہے

مع

”سونے کے آداب“

مؤلف

محمد عظیم معین

مدرس: جامعہ معہد الخلیل الاسلامی

تقریظ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف مدنی مدظلہ

انتساب

سیدی ومرشدی وقرۃ عینی

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی صاحب

قدس سرہ خلیفہ مجاز

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

کاندھلوی ثم المہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کے نام!!

جنکی آغوشِ تربیت اور خاکِ پا کے طفیل اس نالائق کو بارگاہ ایزدی سے ان منتشر حروف و پریشان اوراق کو جمع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللّٰھم احشرنا فی احبائه واجمعنا تحت لواء الحامد والمحمود صلی اللّٰه علیه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

فہرستِ مضامین

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف مدنی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہٖ وبعد!

نماز دین اسلام کا سب سے پہلا فریضہ ہے اور سب سے اہم ہے، کسی کی نیکی یا بزرگی پرکھنے کا سب سے پہلا معیار ہے۔ قرآن وحدیث اس کی تائید سے بھرے پڑے ہیں اور اس کی اہمیت کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وسلف صالحین کا طرز عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے مگر افسوس آج اس حوالے سے معاشرے میں جو بے رخی برتی جارہی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنے کو کوئی بڑا گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

مدرسہ کے استاذِ محترم مولانا محمد عظیم صاحب سلمہ اللہ لائقِ ستائش ہیں کہ انہوں نے بالخصوص نمازِ فجر کی اہمیت اور اس کی ترغیب سے متعلق قلم اٹھایا۔ جستہ جستہ مقامات کو دیکھا اور یہ کاوش مفید پائی۔

اللہ جل شانہ اس کو شرفِ قبولیت سے نواز کر نافع بنائیں۔

آمین

(شیخ الحدیث مولانا) محمد یوسف (مدنی مدظلہ)

۲۷ شوال ۱۴۳۲ھ

عرض مؤلف

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین. ....

اما بعد

کسی بھی عمارت کے تعمیراتی مرحلہ میں اس کی بنیادوں کا بڑا دخل ہوتا ہے کیونکہ جتنی اس کی بنیادیں مستحکم اور مضبوط ہوتی ہیں اتنی ہی عمارت بھی مستحکم اور مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جتنی اس کی بنیادیں کمزور ہوں تو خواہ عمارت کے ڈھانچے میں کتنا ہی عمدہ سے عمدہ مٹیریل استعمال کرلیا جائے عمارت بہرحال کمزور ہی رہے گی اور ہر لحہ اس بات کا خطرہ رہے گا کہ کب وہ زمین بوس ہوجائے۔

بالکل یہی حال ہمارے دین کا ہے کہ احادیث میں کتنی ہی جگہ دین کو ایک عمارت سے تعبیر کیا گیا ہے اور باقاعدہ اس کے ستون بتائے گے اس کی بنیادوں کی طرف اشارہ کیا گیا۔ کہیں دین کو ایک خیمہ سے تشبیہ دی گئی اور پانچ میخوں کو گنوایا گیا اور اوران میں سے ایک میخ نماز کو بتایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ نماز ہمارے دین کی بنیاد ہے اگر یہ بنیاد مضبوط اور مستحکم ہوگی تو ہمارا دین خود بخود مضبوط ہوتا چلا جائے گا اور اگر نماز ہی میں کمزوری ہوگی تو دیگر عبادات میں بھی کمزوری آئے گی، معاشرت اور اسلامی معاشرہ

کے مطابق رہن سہن میں بھی کمزوری آئے گی ، شریعت کے مطابق معاملات میں بھی کمزوری آئے گی، اخلاقیات میں بھی کمزوری آئے گی ،غرض زندگی کے ہر ہر پہلو میں کمزوری ہوگی کہ اصل بنیاد ہی کمزور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک شخص نماز نہ پڑھتا ہو مگر اخلاق انتہائی عمدہ ہوں، معاملات انتہائی غیر جانبداری سے کرتا ہو، اپنی معاشرت میں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو تو ایسے شخص کی مثال اس کمزور بنیاد پر کھڑی خوبصورت عمارت کی ہے جو کسی بھی لمحہ معمولی سی آفت آجانے سے زمین پر گرسکتی ہے کیونکہ اس کو اپنی بنیاد پر قرار نہیں ہے۔عقلمند آدمی وہ ہوتا ہے جو عمارت میں بنیاد کی مضبوطی کا اہتمام کرے۔ایک شخص اگر بنیاد مضبوط بنالے تو پھر چاہے وہ ان بنیادوں پر دو منزلیں بنائے، پانچ بنائے، دس بنائے، پچاس بنائے، جتنی چاہے بنالے۔اسی طرح ایک انسان اپنی نماز بنالے، نماز کی پابندی کر لے، نماز کو عمدہ بنالے، اس میں فقط اللہ جل شانہ کا دھیان پیدا کرلے تو پھر اس کے بعد جتنے اعمال کرتا چلا جائے، ترقی کرتا چلا جائے گا اور اگر نماز میں کمزوری ہو تو جتنے چاہے اعمال کر لے بہرحال خطرہ رہے گا کہ کب سارے کے سارے اعمال اس کے بیکار ہو جائیں اور اللہ کے ہاں ایک بھی فائدہ نہ دے۔

نمازوں میں سب سے زیادہ سستی اور کوتاہی جس کا مشاہدہ ہر عام وخاص کو ہے وہ فجر کی نماز ہے، ایک مسجد جمعہ کی نماز میں نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوتی ہے اور وہی مسجد فجر کی نماز میں سناٹے کا شکار ہو جاتی ہے۔اپنے اکابرین سے بارہا یہ سنا کہ امت مسلمہ کے زوال کے بڑے اسباب میں سے ایک سبب فجر کی نماز کی کوتاہی ہے۔آج بڑے بڑے مفکرین، اسکالر، اہل عقل و دانش اپنی اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور امت مسلمہ

کے مسلسل انحطاط اور پستی کے مختلف اسباب بتاتے ہیں، کوئی مسلمانوں میں اخلاقیات کی کمزوری کو اصل وجہ قرار دیتا ہے، کوئی مسلمانوں کی معاشرت کو پستی کی اصل وجہ بتاتا ہے، کوئی اسلامی معیشت سے متعلق قوانین پر اپنی رائے زنی کرتا ہے کہ اس میں یوں خرابی، فلاں چیز میں یہ برائی، مگر ان کو اتنا بدیہی اور واضح سبب نظر نہیں آتا کہ امت مسلمہ کی تعمیر جن مستحکم بنیادوں پر کی گئی تھی آج مغربی استعمار نے اپنے خفیہ ہتھکنڈوں سے اس میں کتنی دراڑیں پیدا کردی ہیں۔

بظاہر تو کہیں یہ نظر نہیں آتا کہ کسی بھی جگہ ایک مسلمان کو ہاتھ پکڑ کر نماز پڑھنے سے روکا جارہا ہو، لیکن ذرا باریک بینی سے غور کیا جائے تو ایک مسلمان کی زندگی میں ایسے اسباب وآلات مہیا کیئے جارہے ہیں جو اسکو روز بروز اسکے پروردگار سے غافل کردیں، ہر جدید ٹیکنالوجی جو دنیا کے سامنے متعارف کرائی جارہی ہے اس میں مشترکہ طور پر یہ بات ضرور کارفرما ہے کہ وہ اپنے اندر کمال درجہ کی محویت رکھتی ہے جس کی کشش سے عوام الناس متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے مثلاً میڈیا، انٹرنیٹ، موبائل، ٹی وی وغیرہ، ایک ایک مغربی ہتھیار پر غور کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس نظر آتی ہے کہ مسلمانوں کے گرد روز بروز مادیت کا گھیرا تنگ کیا جارہا ہے اور روحانیت ونورانیت سے مسلسل دوری پیدا کی جارہی ہے۔اور آج کا مسلمان ہر کام کے لئے وقت دینے کے لئے تیار ہے، اس کے اوقات کار میں اخبار بینی بھی ہوگی، نیٹ پر ریسرچ بھی ہوگی، چوبیس گھنٹے ہاتھوں میں چپکے موبائل کے استعمال کے لئے وقت نکل آئے گا، الیکٹرونک میڈیا کی مدد سے موجودہ صورتحال سے لمحہ بہ لمحہ باخبر رہنے کی جستجو ہوگی، لیکن اگر وقت

نہیں ہوگا تو فقط چند لمحہ اللہ جل شانہ کی یاد کے لئے...!!!

دوسری جانب نماز کو مختلف اسکالرز اور فلاسفرز نے اپنا تختہ مشق بنا رکھا ہے اور لوگوں کی اس طرح سے ذہن سازی کی جارہی ہے کہ کوئی نماز کو ایک فوجی پریڈ بتلاتا ہے اور اسے ایک مشق کی حیثیت سے دیکھتا ہے، کوئی نماز کو ایک عمدہ ورزش کہتا ہے اور اس کے جسمانی فوائد پر کتاب لکھ ڈالتا ہے کوئی عبادت سمجھتا بھی ہے تو بدنی عبادت کے درجہ تک محدود کرنے کی کوشش کرتا ہے اور روحانیت کا اس میں قائل نہیں ہوتا، اس میں اللہ کا تعلق، اللہ جل شانہ کے دربار میں حاضر ہونے کا دھیان، اور مؤمن کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف ہونے کی کیفیات سے نابلد ہونے کے سبب ان کو فضول خیال کرتا ہے۔ غرض یہ ساری وہ خرابیاں پیدا کی جارہی ہیں جن سے ایک مومن کے دین کی بنیاد پر ضرب پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ بنیاد کمزور ہوتی جاتی ہے۔

اس اہم بنیاد کی مضبوطی کی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے اور خصوصا فجر کی جماعت میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی سستی اور غفلت کو دیکھ کر کتابوں کو کھنگالنا شروع کیا۔ الحمدللہ! ہمارے اکابر علمائے متاخرین وعلمائے متقدمین تقریبا ہر موضوع پر ہی سیر حاصل بحث کر چکے ہیں البتہ ہر دور میں اس موضوع کو وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے جدید انداز کے ساتھ پیش کر دیا جاتا ہے اس لئے اس کتاب کے مضامین کا بنیادی ماخذ تو وہ محدثین ہیں جنہوں نے احادیث کو جمع فرمایا اور اس کے لئے مشقتیں برداشت کیں اور وہ شارحین جنہوں نے ان کی شرح کا پورا پورا حق ادا کیا۔

اس کتاب کے مضامین کا اولین مخاطب تو میں اپنی ذات کو سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ

مجھے ہمیشہ کے لئے فجر کی جماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کا پابند بنادے۔ اور ثانیاً دوسروں کی رہنمائی کہ اگر ایک فرد بھی اس کتاب کی وجہ سے باجماعت فجر کا پابند ہوگیا تو سمجھوں گا کہ میری یہ حقیری سی کاوش کارگر ہوگئی۔ وباللہ التوفیق۔

وما توفیقی الا باللہ

محمد عظیم معین

فاضلِ جامعہ معہد الخلیل الاسلامی

والمتخصص بمعہد الشیخ زکریا للافتاء والارشاد

۹ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

بمطابق ۱۳، مئی ۲۰۱۱ء

بسم الله الرحمٰن الرحيم الحمد لله نحمده ونستعينه ونستهديه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله ....

اما بعد

انسان کے لئے زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھ لینا انتہائی آسان ہے لیکن اس کے بعد ایمان کو قلب میں راسخ کر لینا اتنا ہی مشکل ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے کلام پاک میں فرمایا"قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا، قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ"

ترجمہ: دیہاتی یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے اور ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہوا ہی نہیں تھا۔

کتنی ہی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی زبان کچھ کہہ رہی ہوتی ہے اور انسان کے قلب میں کچھ اور ہوتا ہے۔ جیسا کہ انسان کے بہت سارے دعوے عمل کے وقت دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ تو کامل اور سچا مومن وہی ہے جس کے قول وعمل میں موافقت ہو اور وہ اپنی زبان سے ظاہر بھی وہی کرتا ہو جو اس کے دل میں ہو، منافقوں کی طرح نہ ہو کہ انکا ظاہر تو انتائی حسین اور صاف ستھرا اور انکا باطن اتنا ہی خراب اور سیاہ اور ان کے دل

ایسے سخت جیسے کے پتھر بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔

اللہ سبحانہ وتعالی دلوں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ" ترجمہ: وہ ذات ایسی ہے جو آنکھوں کے بھید سے واقف ہے اور اس سے بھی جو دلوں میں چھپا ہوا ہے۔ اللہ تعالی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کون دل میں ایمان رکھتا ہے اور کون فقط زبان کا دعویدار ہے اور دل اس کا ایمان سے خالی ہے اور بعض اوقات وہ اپنے بندوں کو ایسے امتحانات میں مبتلا کر دیتے ہیں جس کے ذریعے سے وہ لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں کہ دیکھلوا ے لوگو! فلاں کا دل ایمان سے معمور ہے اور فلاں کا دل ایمان سے خالی ہے۔

اور اس کے اظہار کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن کسی بشر کے لئے حجت نہ رہے اور کسی کو یہ کہنے کا بہانہ نہ مل سکے کہ میرے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں ہی اس سے ایسا امتحان لے لیا گیا تھا جس میں وہ ناکام ہو چکا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالی اس امتحان ہی کے ذریعے سے لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے کہ کون مومن ہے اور کون منافق ہے۔ تاکہ مومنین اپنے آپ کو منافقین کے ضرر سے محفوظ کر لیں۔ کیونکہ منافقین کا مومنین کی صفوں کے درمیان ہونا ان کی صفوں کی کمزوری کا سبب ہوتا ہے اور اضطراب کو پیدا کرتا ہے۔ اور یہ امتحانات ابن آدم کے لئے کوئی نئی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالی نے جب سے اس دنیا کو پیدا کیا ہے اور جب تک اس دنیا کو باقی رکھیں گے ایسے امتحانات لیتے رہیں گے جس سے اللہ تعالیٰ مومن اور منافق کے درمیان واضح فرق کر دیں اور لوگوں پر اپنی حجت تام کر دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "الم، أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ.."

ترجمہ: الم۔ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ فقط اس بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تحقیق ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمائش میں ڈالا تھا (اور یہ آزمائش میں ڈالنا اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کردے لوگوں پر) کہ کون سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

طرزِ امتحان:

کسی بھی امتحان میں اعتدال کا ہونا بہت ضروری ہے ایک جانب تو امتحان تھوڑا مشکل ہونا چاہئے نہ کہ بالکل آسان اور دوسری جانب امتحان بہت زیادہ مشکل بھی نہ ہونا چاہئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امتحان ہمیشہ آزمائش کے لئے ہوتا ہے اس لئے کہ اگر وہ آسان ہو تو سارے کے سارے ہی کامیاب ہو جائیں اور امتحان کا مقصد ہی فوت ہو جائے۔

دوسری طرف امتحان میں کامیاب ہونا بالکل محال بھی نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر امتحان ایسا تجویز کردیا گیا جس میں کامیاب ہونا ہی محال ہو تو پھر بھی مقصد فوت ہو جائے گا اور کاملین اور کوتاہ لوگوں کا امتیاز پھر بھی نہ ہوگا کہ تمام ہی ناکام ہو جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ امتحان ایسا متوازن اور معتدل ہو کہ مشکل اتنا ہو کہ کوئی منافق اس میں

کامیاب نہ ہو سکے اور آسان اتنا ہو کہ مومنین اس میں کامیاب ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی مستقل اپنے بندوں کا امتحان لیتے رہتے ہیں اور یہ انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک ہوتے ہیں۔ مثلاً: جہاد فی سبیل اللہ ایک مشکل امتحان ہے لیکن ایسا امتحان نہیں ہے کہ جس میں کامیاب ہونا ہی محال ہو بلکہ اس میں مومن با آسانی کامیاب ہو جاتا ہے اور منافق اس میں ناکام ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایک امتحان ہے مومن بآسانی اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کافر پر یہ امتحان پہاڑ سے زیادہ گراں گزرتا ہے اور وہ اس میں ناکام ہو جاتا ہے۔

امتحانات سے بھرپور زندگی:

ایک انسان کی زندگی اس طرح کے امتحانات سے بھری پڑی ہے بطور مثال کہ لوگوں کے ساتھ انکے برے سلوک کرنے کے باوجود حسن سلوک کرنا ایک موقعِ امتحان ہے، غصے کی حالت میں صبر کرنا بھی ایک مشکل ترین موقعِ امتحان ہے، نفس و شیطاں کے اکسانے کے باوجود اللہ کے احکام پر رضا و اطاعت کا اظہار کرنا بھی ایک موقعِ امتحان ہے، اسی طرح زندگی کو دیکھا جائے تو امتحانات سے بھرپور نظر آتی ہے، ان تمام مذکورہ امتحانات میں اللہ تعالیٰ بندے کو پرکھتے ہیں کہ اس حالت کے مناسب جو حکم ہم نے دیا تھا بندہ نے اس پر عمل کیا یا اپنے نفس ہی کو راضی کرتا رہا اور من مانی زندگی گزاری۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے " "اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ"

ترجمہ: جس نے زندگی اور موت کو اس لئے بنایا تا کہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون بہترین عمل کرتا ہے، اور وہ زبردست ہے، مغفرت کرنے والا ہے۔

اور امتحانات کے مشکل اور آسان ہونے کے اعتبار سے درجات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ایک مشکل امتحان کی کامیابی پر جو اونچا درجہ ملتا ہے آسان امتحان میں کامیابی پر وہ درجہ نہیں ملتا، یہی وجہ ہے حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ سب سے زیادہ مشکل ترین آزمائش کی زندگی سے انبیاء علیہم السلام گزارے جاتے ہیں پھر جو اپنی زندگی میں انبیاء کی زندگی سے قریب تر ہو پھر جو ان کے قریب تر ہو۔ لیکن انجام کار سب سے مقصود بس یہی ہوتا ہے کہ مومن اس میں کامیاب ہو جائے اور اپنے قول وعمل میں موافقت ثابت کر دکھائے اور منافق بھی ظاہر ہو جائے اور قیامت میں اس کے لئے کوئی حجت نہ ہو۔

جماعت کی حاضری ایک امتحان ہے:

انہی امتحانات میں سے ایک امتحان فجر کی نماز میں حاضر ہونا ہے جو حقیقتاً ایک مشکل امتحان ہے مگر ایسا نہیں جس میں کامیابی ناممکن ہو۔ مردوں کے لئے حکم ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ فجر کی نماز مسجد میں آکر باجماعت ادا کریں اور عورتوں کو حکم ہے کہ وہ گھروں میں اول وقت میں اس مقدس فریضہ کو ادا کریں۔

پھر اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور انتہائی ناکامی کے درمیان میں بھی کئی درجات ہیں۔ بعض لوگ اکثر نمازیں پڑھ لیتے ہیں اور کچھ چھوڑ دیتے ہیں، اور بعض لوگ اکثر نمازیں فوت کر دیتے ہیں اور کچھ پڑھ بھی لیتے ہیں اور بعض وقت کے اندر ہی ادا کرتے ہیں مگر

جماعت کی پابندی کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ اور بعض اس سے بھی گئے گزرے ہیں جو وقت کے نکل جانے کے بعد گھر میں ہی ادا کرتے ہیں۔ یہ کئی درجات ہیں لوگوں کے درمیان لیکن شریعت کا مطلوبہ درجہ یہ ہے کہ انسان مسجد میں جماعت کے ساتھ پابندی سے اسکو ادا کرے، یہ وہ مشکل آزمائش ہے جس کو اللہ کے رسول نے مومن اور منافق کے درمیان پیمائش کے بطور آلے کے رکھا ہے۔

فجر کی جماعت چھوڑنے والے کا گھر نذرِ آتش کرنے کی خواہش:

نبی کریم ﷺ کی ذات تمام عالم کیلئے رحمت اور شفقت کا خزینہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡنَ" کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا۔ لیکن فجر کی نماز چھوڑنے والے پر آپ ﷺ اتنے سخت ناراض ہوتے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات یہ تمنا فرمایا کرتے کہ اگر مجھے عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دیتا جو فجر کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔

چنانچہ بخاری اور مسلم شریف کی راویت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامُ، ثُمَّ آمُرُ رَجُلاً فَيُصَلِّي

بِالنَّاسِ، ثُمَّ انْطَلِقُ مَعِی بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حَزْمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ منافقین پر سب سے زیادہ مشکل نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کا پڑھنا ہے، اور اگر وہ جان لیں کہ اس کے پڑھنے میں ان کے لئے کتنے منافع ہیں تو سرین کے بل گھسٹتے ہوئے مساجد کی طرف آئیں، اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں نماز قائم کراؤں اور پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور پھر اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو ساتھ لوں جنکے پاس لکڑیاں ہوں اور جا کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو فجر کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے''۔

ذرا غور فرمایئے! نبی کریم ﷺ باوجود امت پر انتہائی رحیم وشفیق ہونے کے یہ فرما رہے ہیں کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ فجر کی جماعت میں نہ آنے والے لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ لیکن بخدا یہ آپ کے کلمات بابرکات بھی اسی رحمت وشفقت کا شاخسانہ ہیں اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ دنیا کی آگ سے ڈرا کر اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں جو دنیا کی آگ سے کہیں زیادہ سخت اور عذاب والی ہے۔ کہاں دنیا کی آگ اور کہاں جہنم کی آگ دونوں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے۔

فجر کی جماعت چھوڑنا نفاق کی علامت ہے:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو جب کسی آدمی کے ایمان و نفاق کے درمیان شک ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معلوم کرتے کہ یہ شخص فجر کی

جماعت میں حاضر ہوتا ہے یا نہیں اور اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جواب نفی میں ہوتا تو آپ ﷺ کا شک اس شخص کے منافق ہونے کے بارے میں مزید قوی ہو جاتا۔ چنانچہ امام احمد وامام نسائی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ قَالَ أَشَهِدَ فُلَانٌ الصَّلَاةَ؟ قَالُوا لَا، قَالَ فَفُلَانٌ، فَقَالُوا لَا .. فَقَالَ "إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ (الصبح والعشاء) مِنْ أَثْقَلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَو حَبْواً"

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر پوچھا: کیا فلاں شخص موجود ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا نہیں۔ پھر پوچھا کیا دوسرا فلاں شخص موجود ہے؟ صحابہ نے پھر جواب دیا کہ نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں (فجر اور عشاء) منافقوں پر بہت گراں ہوتی ہیں۔ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ ان کے پڑھنے میں کتنا اجر ہے تو سرین کے بل گھسٹتے ہوئے حاضر ہوتے۔

نبی کریم ﷺ نے یہاں ''حبواً'' کا لفظ استعمال فرمایا یعنی اگر یہ ایسا شخص ہوتا جو بذاتِ خود چلنے پر قدرت بھی نہیں رکھتا، اور کسی ایسے مددگار کو بھی نہیں پاتا جو اس کو لے کر چلے، اسکے باوجود وہ زمین پر گھسٹتا ہوا کسی نہ کسی طرح اس خیر کو پانے کے لئے

مسجد پہنچنے کی کوشش کرتا، اگر اس کو یہ معلوم ہو جاتا کہ فجر کی نماز میں کتنی خیر ہے۔ ایک طرف آپ ﷺ کے اس قول کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف ہم اپنی صحت کو دیکھتے ہیں کہ تمام اعضاء درست اور صحیح سالم ہیں کھیل کود کیلئے جسم ہمارا کام کرتا ہے، معاش کے لئے جسم کام کرتا ہے، مختلف قسم کی تفریح گاہوں کے لئے جانا آسان لگتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی جماعت کی نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ جب نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ہی ہم منافق قرار دے دیئے جائیں تو پھر ہمیں کونسی زمین رہنے کی پناہ دیگی؟ کونسا آسمان ہمارے لئے سایہ فگن ہوگا؟ بروزِ قیامت کونسی چیز ہمیں نجات دے سکے گی؟

حدیث کی مزید وضاحت:

لیکن اس کا یہ مطلب کوئی نہ سمجھے کہ ہم جس کو فجر کی نماز میں نہ پائیں اس پر منافق ہونے کا حکم لگا دیں اس لئے کہ ہمیں اس بات کا کوئی حق حاصل نہیں کہ ہم کسی دوسرے کے اللہ کے ساتھ معاملے میں دخل اندازی کرسکیں، اللہ تعالی ہی جانتے ہیں کہ کس کے دل میں کیا بھرا ہے، یہ حدیث صرف اس غرض سے نقل کی گئی ہے تا کہ ہم اپنے اندر جھانک کر دیکھیں، اپنے گھر والوں کو اس پیمانے پر پرکھیں۔ کہ کہیں ہم تو اس کے مصداق نہیں بن رہے؟

نفاق کی علامتیں برے خاتمے تک لیجاتی ہیں:

بے شک ایک انسان اگر اپنے اندر یہ نشانی واضح دیکھتا ہے تو اسے اس بات سے

ڈرنا چاہئے کہ اس میں علامتِ نفاق پائی جارہی ہے اور کہیں یہ علامت اس کو برے خاتمہ تک نہ لے جائے (معاذ اللہ منہ) کیونکہ بعض اوقات یہ نفاق کی علامتیں انسان کو برے خاتمے تک بھی لے جاتی ہیں اور انسان اس عالم میں اس دارِ فناء سے اس حال میں کوچ کرتا ہے کہ ایمان اس کے دل سے نکال لیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ نے مسند احمد میں حدیث نقل کی ہے:

عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَتْرُكُ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّداً، فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

ترجمہ: مسند احمد میں ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہرگز بھی نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑنا اس لئے کہ جو شخص نماز کو جان کر چھوڑتا ہے اس سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ بری ہوجاتا ہے''۔

سب سے پسندیدہ ترین عمل نماز ہے:

بخاری شریف کی روایت ہے:

سأل عبد الله بن مسعود رضى الله عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا السؤال (ما هى احب الاعمال الى الله تعالى)فأجاب :''أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ اَلْجِهَادُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ"

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ پھر کونسا ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل ہے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

دیکھئے! حضورِ اکرم ﷺ والدین کے ساتھ حسن سلوک جیسے عظیم ترین عمل سے بھی نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کو زیادہ فوقیت دے رہے ہیں، اسی طرح جہاد جیسا مجاہدہ والے کام پر بھی نماز کو مقدم کیا حالانکہ جہاد کے بارے میں ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جہاد اسلام کی چوٹی کا عمل ہے۔

فجر کی نماز میں سستی:

بہت سے ایسے نیک نام اور دیندار لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ ظہر کی نماز میں عصر کے وقت کی نماز کی لو لگائے ہونگے، عصر کی نماز سے فارغ نہیں ہوں گے کہ مغرب کی نماز کی تیاری کرنے لگیں گے لیکن فجر کی نماز ان کی اپنے بستروں پر گزرتی ہے۔ بہت سے تو اپنے منہ سے کہہ بھی دیتے ہیں کہ کام کاج کی تھکان اس کی اجازت نہیں دیتی کہ صبح میں اٹھیں، زندگی کے بکھیڑے انسان کے ساتھ ہیں معاش بھی ضروری ہے کیا کریں اللہ تعالی معاف فرمانے والے ہیں اور وہ ہماری مغفرت بھی ضرور فرمادیں گے وغیرہ۔ اس طرح کے جھوٹے اعذار سے اپنے جی کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ یہ

سارے عذر شیطان نے سکھائے ہوئے ہیں، ورنہ دوسرے کاموں میں یا اپنی ضرورت کے کاموں میں بھی یہ عذر ضرور پیش کیا جاتا لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ اگر صبح ہی صبح کوئی اور مشغولیت آن پڑے مثلاً سفر پر جانا ہو، ڈاکٹر کے پاس جانا ہو اور تاخیر سے پہنچنے پر نمبر نہ ملنے کا خوف ہو، تفریحی پروگرام ہو، آفس کا ٹائم جلدی ہو جائے، بچے کو اسکول چھوڑ کر آنا ہو وغیرہ تو اس وقت ان اعذار کی فہرست میں سے ایک بھی پیش نہیں کیا جاتا اور چاہے کچھ ہو جائے اس کام کو سرانجام کردیا جاتا ہے۔

’’اللہ غفور رحیم ہے‘‘ کا مطلب:

یہ جو بات ہے کہ ’’اللہ تعالی بڑے غفور رحیم ہیں‘‘ یہ بذات خود صحیح اور سچی بات ہے اور اس کا ذکر خود قرآن مجید میں ہے۔ مگر اس کے معنی باطل تراشے گئے ہیں کہ جتنے چاہے گناہ کرلو کیونکہ اللہ تو غفور رحیم ہے، اگر اللہ تعالی کے غفور رحیم ہونے کا یہی مطلب تھا کہ یہ بات کہہ کر اللہ تعالی بندوں کو گناہوں پر ڈھیل دینا چاہتے ہیں۔ تو اللہ تعالی کبھی آزمائش میں ہی نہ ڈالتا، نہ ہی اعمال کا حکم دیتا کہ انجام کار تو اسے معاف ہی کر دینا ہے چاہے سچ بولو یا جھوٹ، اطاعت کرو یا گناہ، شریعت کے احکام کو پسند کرو یا ناپسند۔ پھر تو وہ لوگ بے وقوف ٹھہرے جو اپنے نفس کو طاعت میں لگائے رکھتے ہیں، ٹھنڈی راتوں کو اٹھتے ہیں، مساجد کو جاتے ہیں۔ کیا اللہ فرمانبردار اور نافرمانوں دونوں کو ایک ہی صف میں لاکھڑا کرے گا؟

بے شک اللہ تعالی نے معافی کا وعدہ فرمایا ہے مگر ان لوگوں کے ساتھ جو معافی کو طلب بھی کریں اور اس کے لئے کوشش کریں، فقط زبان سے کہہ دینا کافی نہیں

بلکہ اس کے لئے وہ اعمال اختیار کریں جو ان کو معافی تک لے جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں "**وَإِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدَى**" ترجمہ: کہ میں بہت زیادہ معاف کرنے والا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے اور نیک اعمال اختیار کرے اور ہدایت پا جائے۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تمام لوگوں کی مغفرت کرنے والا ہوں، بلکہ مقید فرمایا سچی توبہ و عمل صالح اور ہدایت کی طلب کے ساتھ۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا "**نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ**" کہ میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں بہت زیادہ معاف کرنے والا ہوں (لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ نافرمانوں کو یہ بھی بتلا دیجئے کہ) میرا عذاب بھی انتہائی سخت ہے۔ انہیں دو کیفیات کے درمیان انسانی زندگی کا مدار ہے کہ امید و بیم یا بالفاظ دیگر خوف ورجاء کی درمیانی حالت کا نام ہی ایمان ہے کہ بندہ نیک اعمال بھی کرتا رہے اور مطمئن ہو کر بھی نہ بیٹھے اور ساتھ ساتھ اللہ کے عذاب سے اپنی کوتاہیوں پر ڈرتا بھی رہے کہ کب کس بات پر پکڑ ہو جائے۔

دعوت غور وفکر:

انسان کو یہ بات ہرگز نہ بھولنی چاہئے کہ اس کی یہ زندگی محض عطیہ خداوندی ہے۔ ماہر طبیعات آج تک اس بات کا کھوج نہ لگا سکے کہ نیند کی حقیقت کیا ہے؟ آخر کون سی غیبی قوت ہے جو جیتے جاگتے انسان کو اس دنیا سے ایسا غافل کر دیتی ہے جیسے کہ مردہ۔ اللہ جل شانہ اس کی حقیقت اپنے کلام مبارک میں فرماتے ہیں کہ نیند کیا ہے؟

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

ترجمہ: اللہ ہی وہ ذات ہے جو جانوں کو قبض کر لیتی ہے موت کے وقت اور جن کی موت کا وقت نہ آیا ہو ان کی نیند کے وقت میں (جانوں کو قبض کر لیتی ہے) پھر وہ روک لیتا ہے (ان لوگوں کی روحوں کو) جن کی موت کا فیصلہ ہو چکا اور چھوڑ دیتا ہے دوسری جانوں کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے، بے شک اس بات میں غور کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ یہاں اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اصل میں جسموں میں تصرف کرنے والی ذات حقیقتاً خدا تعالی کی ہے اور اللہ تعالی جس طرح موت کے وقت اپنے مقرر کردہ فرشتوں کو بھیجتا ہے اسی طرح نیند کے وقت بھی اپنے مقرر کردہ فرشتوں کے ذریعے سے روح کو قبض کر لیتا ہے معلوم ہوا کہ نیند کے وقت بھی روح قبض ہو چکی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالی محض اپنے فضل سے روح کو واپس جسم کی جانب لوٹا دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں نیند کو موت کے مثل کہا گیا ہے اور بعض حضرات نے اس تشبیہ کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ "**بعث بعد الموت**" یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے کا مشاہدہ کراتا ہے کہ جس طرح دنیا میں تم تھوڑی دیر کے لئے مردہ ہو جاتے ہو پھر ہم تم کو زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح مرنے کے بعد اور تمہارے دنیا سے کوچ

کر جانے کے بعد عالمِ محشر میں ہم تم کو زندہ کر دکھائیں گے۔

اور بعض سلف صالحین نے یہ تفسیر فرمائی ہے کہ مُردوں کی موت کے وقت اور زندہ لوگوں کی نیند کے وقت روحوں کو قبض کر لیا جاتا ہے اور پھر وہ عالم بالا میں جا کر ایک دوسرے سے متعارف ہوتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ مردوں کی روحوں کو تو روک لیتا ہے اور زندہ لوگوں کی (سونے والوں) کی روحوں کو واپس لوٹا دیتا ہے جیسا کہ یہی تفسیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔

اب ذرا اس بات کو سوچنا چاہیئے کہ ہم نے کیوں اس بات کو اپنے ذہنوں میں بٹھا لیا ہے کہ ہم فجر کی نماز کے لئے نہیں اٹھ سکتے؟ کیا اس سوچ کی کوئی خاص وجہ ہے؟ یا کوئی بات اس سوچ کی تائید کرتی ہے؟

اگر ہم قرآن کریم اٹھا کر کھول کر دیکھیں تو اس بات کی سرے سے نفی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا**" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتا۔

یہ ایک ایسا شرعی اور ٹھوس قاعدہ کلیہ ہے جو ایک مضبوط و مستحکم بنیاد رکھتا ہے اور یہ کسی انسانی دماغ کا وضع کردہ قانون نہیں کہ بعض افراد اس کے مصداق ہوں اور بعض اس قاعدہ سے خارج ہوں بلکہ یہ رب العالمین اور احکم الحاکمین کا بنایا ہوا قانون ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا اور اچھی طرح جانتا ہے اپنی خلقت کی طاقت اور وسعت کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "**أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ**"

ترجمہ: بغور سن لو! کہ وہ اپنی خلقت کے بارے میں خوب جانتا ہے اور وہ

باریک بیں اور باخبر ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام کے تمام احکام شرعیہ انسان کی قدرت میں ہیں کوئی بھی انسانی قدرت سے باہر نہیں۔ اگر ایک حکم بھی قرآن وحدیث میں ایسا ہو جو انسانی وسعت سے خارج ہو تو معاذ اللہ قرآن کریم کا جھوٹا ہونا لازم آئیگا اور یہ بات محال ہے۔

ترکِ دین اور یسرِ دین:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "**الدین یسر**" کہ دین تو سراسر آسانیوں کا نام ہے، آج کل عوام الناس نے اس حدیث کو رٹا ہوا ہے اور جہاں ذرا دین کی یا مجاہدہ کی بات کرو تو فوراً کہہ دیتے ہیں، چھوڑو بھائی! دین تو آسان ہے یہ تو مولویوں نے اس کو اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ یوں کرو اور یوں نہ کرو، فلاں کام جائز ہے اور فلاں کام جائز نہیں وغیرہ۔ لیکن یہ ہماری کج فہمی ہے کہ ہم نے دین کے یسر ہونے کا مطلب ہی درست نہ سمجھا۔ اصل میں ''یسر'' کہتے ہیں آسانی کو جو کہ ضد ہے ''عسر'' یعنی مشقت اور تنگی کی۔ مطلب یہ کہ شریعت میں جس مقام پر بھی یسر اور عسر میں ٹکراؤ ہوگا تو شریعت ہمیں کبھی بھی عسر والے حکم پر مجبور نہ کریگی بلکہ یسر کو اختیار کرنے کی اجازت دیگی۔ مثلاً ایک شخص نماز کھڑا ہو کر پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اب اس کے لئے کھڑے ہونے میں عسر (مشقت وتنگی) ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں یسر (آسانی وسہولت) ہے۔ تو شریعت آسانی وسہولت والے فعل کا مکلّف بنائے گی، اور اس بات پر مجبور نہ کرے گی کہ خواہ جان ہی چلی جائے مگر نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ نہیں بلکہ شریعت کہے گی کہ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لو، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لو! غرض

اسی طرح دیگر عبادات وغیرہ میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر ہر حکم میں شریعت بندوں کے لئے یسر کی جانب ہی اختیار کرتی ہے، ایک اور مثال روزے کی لے لیجئے کہ اگر انسان کسی عذر کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قدرت نہیں رکھتا تو شریعت کبھی مجبور نہیں کرے گی کہ خواہ کچھ ہو جائے مگر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ نہیں بلکہ شریعت کہتی ہے کہ اگر ابھی نہیں رکھ سکتے تو بعد میں قضا کر لینا کوئی گناہ نہیں اور اگر بعد میں بھی کبھی ایسا موقع نہ ملے کہ تم قضا کر سکو تو روزوں کا فدیہ دے دینا۔

معلوم ہوا کہ جہاں بندے کے حالات میں ''عسر'' و ''یسر'' کا ٹکراؤ ہوتا ہے وہاں شریعت ہمیشہ یسر کو اختیار کرتی ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ ہم نے اس حدیث کا مطلب یہ سمجھ لیا ہے دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دین پر سرے سے عمل ہی نہ کیا جائے اور جو مرضی میں آئے کرتا جائے گویا ترکِ دین کو یسرِ دین سمجھ لیا ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ

سوچنے کی باتیں:

پہلا زاویہ نگاہ: ذرا سوچئے! اگر آپ کسی ایسے آفس میں ملازم ہوں جو آپ کے گھر سے بہت دور ہو جس تک جانے کے لئے آپ کو فجر کے وقت اٹھنا پڑے تو کیا آپ اس آفس کو جانا چھوڑ دیں گے؟ یا آپ تاخیر سے پہنچ کر یہ عذر کر دیں گے کہ میرے لئے صبح جلدی پہنچنا ممکن نہیں کہ میری آنکھ دیر سے کھلتی ہے تو کیا آپ کے اس عذر کی آفس میں کوئی شنید ہوگی؟ نہیں اور ہر گز نہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ عذر دکھاتے ہوئے کیوں شرم نہیں آتی؟

دوسرا زاویہ نگاہ: ذرا سوچئے! اگر کوئی امیر کبیر آدمی آپ کو اس بات کی پیشکش

کرے کہ اگر آپ صبح ہی صبح اس کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ آپ کو ایک ہزار روپے دے گا تو کیا آپ اس وقت سے پہلے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے یا دیر سے پہنچ کر یہ عذر کریں گے کہ میں رات دیر سے سویا تھا اس لئے میں نہیں آسکا؟؟؟

فرض کیا کہ آپ ایک سال تک اس شخص کے پاس جاتے رہے اور روز کے ایک ہزار روپے اس سے لیتے رہے تو اس طرح سال کے آخر میں آپ کے پاس ۳۶۵۰۰۰ روپے ہو گئے اور اس کے بعد آپ کو موت آئے (اور موت تو بہر حال آنی ہی ہے) اس وقت کو سوچئے! کہ جب آپ کو کندھوں پر اٹھا لیا جائے گا اور قبرستان کی طرف لے کے جائے جارہے ہوں گے، اب آپ قبر میں اس حال میں داخل ہو رہے ہیں کہ آپ کے پاس ۳۶۵۰۰۰ ہزار روپے ہیں مگر ایک فجر کی نماز نہیں ہے...

کیا یہ صورت بہتر ہے یا یہ کہ آپ اس حال میں قبر میں داخل ہوں کہ آپ فجر کی ۳۶۵ نمازیں آپ کے پاس ہوں اگرچہ مال و دولت کے لحاظ سے آپ کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ ذرا دل سے جواب دیجئے؟ کون سی چیز باقی رہنے والی اور کون سی فنا ہو جانے والی ہے؟ کونسی چیز مستقبل میں کام آنے والی ہے اور کونسی کام نہیں آنے والی؟ اس سوال کا کیا جواب ہوگا آپ کے پاس جب اللہ تعالیٰ بھرے محشر میں سب کے سامنے یہ سوال کریں گے کہ پیسوں کا جمع کرنا تمہارے لئے آسان تھا اور نیکیوں کا جمع کرنا تمہارے لیئے مشکل تھا حالانکہ ہم نے تو نیکیوں کو حاصل کرنا انتہائی آسان بنا دیا تھا۔ بلکہ ایک ایک نیکی پر کبھی دس گنا، کبھی ستر اور کبھی سات سو گنا دینے کا اعلان کیا تھا۔

کیا اس بات میں شک ہے کہ شاید آپ کو موت نہ آئے گی؟؟؟ یا اللہ تعالیٰ

کے کلام میں شک ہے کہ شاید قیامت قائم نہ ہوگی؟؟؟ جب دونوں ہی میں کوئی شک نہیں تو پھر اچھی طرح سوچ لیا جائے کہ ہم کس رخ پر چل رہے ہیں ہم اپنا فائدہ کر رہے ہیں یا نقصان کر رہے ہیں؟

تیسرا زاویہ نگاہ: آپ رات میں سو رہے ہوں اور آپ کی بیوی یا بچہ گھبرائی ہوئی حالت میں آپ کو اٹھائیں اور اس بات کی خبر دیں کہ پڑوس والے گھر میں آگ لگی ہے اور وہ کسی بھی لمحہ ہمارے گھر تک بھی پہنچ سکتی ہے تو آپ کا کیا عمل ہوگا؟ کیا آپ ایسی حالت میں یہ کہیں گے کہ چھوڑو ابھی مجھے نیند آرہی ہے بعد میں دیکھیں گے میں رات دیر سے سویا تھا اور صبح بہت سے کام کرنے ہیں وغیرہ یا آپ اسی وقت اٹھ کر فوراً اپنے بیوی بچوں کو لے کر گھر سے باہر بھاگ کھڑے ہوں گے؟ ان دونوں باتوں میں سے کس پر آپ کا عمل ہو گا؟؟؟

اب ذرا دل سے جواب دیجئے! کون سی آگ زیادہ ہولناک اور ہیبت ناک ہے اور کونسی زیادہ تکلیف دہ ہے، پڑوس میں لگی آگ یا جہنم میں لگی آگ؟ تو جب ہم اس آگ سے بچاؤ کی خاطر ایک لمحہ تاخیر کیئے بغیر اچھل کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور نہ ہمیں تھکن کا احساس ہوتا ہے نہ اگلے دن کے کام کاج کا دھیان ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اور عذر۔ تو پھر جہنم کی آگ کا سوچ کر ہم کیوں اٹھ کھڑے نہیں ہوتے اور گھر والوں کو اس آگ سے بچانے کے لئے انہیں کیوں فجر کے لئے نہیں اٹھاتے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَاراً وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" الایه

ترجمہ: اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا

ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ دنیا کی آگ کو بجھانے کے لئے تدابیر اختیار کی جاتی ہیں تو جہنم کی آگ سے بچنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی؟ اور دنیا کی آگ تو شاید کسی وقت پانی وغیرہ سے بجھ بھی جائے، جہنم کی آگ تو ایسی ہولناک اور اندوہناک ہے جس کا تصور بھی مشکل ہے۔ ذرا چند لمحوں کے لئے دنیا کی آگ میں ہی اپنی انگلی داخل کر کے دیکھیں، صرف چند لمحہ...... کیا ہماری برداشت اتنی ہے کہ اس آگ میں داخل ہو جائیں حالانکہ یہ آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں ستر گنا ہلکی ہے۔

دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے ستّر درجہ ہلکی ہے:

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِی یُوْقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءاً مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ آگ جس کو ابن آدم جلاتا ہے وہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے"۔

ایک دوسری حدیث جس کو امام مسلم اور امام ترمذی دونوں نے نقل کیا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "یُؤْتٰی بِجَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ یَجُرُّوْنَهَا"

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ جہنم کو قیامت کے دن اللہ کے حضور میں پیش کیا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، جن میں سے ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے اور اس جہنم کو کھینچ رہے ہوں گے''۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أُوْقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ، ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ، ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ، فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ" وفی رواية ابن ماجة فهی كالليل المظلم!

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ آگ کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر اس کو ایک ہزار سال تک دھکایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ (حرارت کی شدت سے) سفید ہوگئی، پھر اس آگ کو ایک ہزار سال تک دھکایا گیا یہاں تک کہ وہ (حرارت کی تاب نہ لاکر) سیاہ ہوگئی تو سن لو! جہنم کی آگ سیاہ ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ جہنم کی آگ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔

فجر کی نماز جہنم سے خلاصی کی ضمانت ہے:

اے میرے برادرانِ عزیز! فجر کی نماز کی پابندی کرلیں تا کہ یہ نماز ہمارے لئے

جہنم کی آگ سے خلاصی کا سبب ہو جائے، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رَوَيْنَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَنْ يَّلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا" ـــ يعنى الفجر والعصر .."

ترجمہ: حضرت عمارہ بن روینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا'' کہ ہرگز وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو طلوع شمس سے پہلے (فجر) اور غروب شمس سے پہلے (عصر) کی نماز کی پابندی کرے گا۔

کیا ان تمام عقلی اور نقلی دلائل کے بعد بھی کوئی شخص اس پر جرأت کر سکتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ مجھ پر فجر پڑھنا مشکل ہے؟ بس ارادہ کرنے کی دیر ہے، اور اصل تاخیر اور کوتاہی ارادے میں ہی ہے کہ ہم نے فجر کے لئے اٹھنے کا ارادہ ہی نہیں کیا ہوا۔

یاد رکھئے! دن، مہینے اور سال ہم پر بہت تیزی سے گذر رہے ہیں گیا وقت کبھی ہاتھ نہیں آیا کرتا۔ کب وہ وقت آئے گا کہ ہم توبہ کریں اور اپنی اس عظیم کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر معافی مانگیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کل کرتے کرتے وہ دن آجائے کہ ہمیں پھر سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہ حاصل ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جلد ہی وہ دن آجائے جب پیروں میں مسجد جانے کی قوت نہ رہے اور ہم اس انتظار میں ہوں کہ کوئی آجائے تو مسجد لے جائے کافی دن ہوگئے مسجد کی شکل دیکھے۔ نبی کریم ﷺ کی

یہ حدیث ہر وقت اپنے ذہن میں رکھئے جس کو امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا حَیْثُ قَالَ "اِغْتَنِمْ خَمساً قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَکَ قَبْلَ هَرَمِکَ، وَصِحَّتُکَ قَبْلَ سُقْمِکَ، وَغِنَاکَ قَبْلَ فَقْرِکَ، وَفَرَاغَکَ قَبْلَ شُغْلِکَ، وَحَیَاتُکَ قَبْلَ مَوْتِکَ.."

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اور مالداری کو فقر سے پہلے اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے!!!

مشکوٰۃ شریف میں صاحبِ مشکوٰۃ نے کتاب الرقاق میں پہلی حدیث صحیح بخاری سے یہ نقل فرمائی ہے:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ"

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”دو نعمتیں (اللہ تعالیٰ کی بندوں پر) ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں (ان کو نعمت سمجھتے ہی نہیں) ایک صحت اور دوسری فراغت“

گویا نبی کریم ﷺ یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ صحت و تندرستی اور فراغت کے وقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت سمجھو اور کچھ عبادات اور طاعات کر لو جو آخرت میں کام

آجائے ایسا نہ ہو کہ صحت جاتی رہے اور بڑھاپا آجائے پھر تمہیں عبادت کا خیال آئے لیکن جسم اس کی اجازت نہ دے یا زمانہ ایسا مشغول کردے کہ تم حسرت کرتے رہو کہ کاش ان فراغت کے ایام میں کچھ کر لیتے اور اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔

نمازِ فجر اور لیلۃ القدر:

آپ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر کتنی عظیم ترین رات ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں پوری ایک سورت اللہ جل شانہ نے اتاری اور اس ایک رات کو ہزار راتوں سے بہتر کہا گیا، اللہ کے بندے اس کے حصول کے لئے رمضان کے اخیر عشرہ کی راتوں کو جاگ جاگ کر گزارتے ہیں اور کیسے کیسے مجاہدے اس کے لئے برداشت کرتے ہیں، نیک و عبادت گزار لوگوں کا کیا ذکر ہر عام وخاص ہی اس کے حصول کے درپئے نظر آتا ہے اور ہر شخص ان راتوں کو ذوق وشوق کے ساتھ عبادت کرتا نظر آتا ہے کہ انہیں اس رات کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

ان تمام باتوں کے باوجود یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہونی چاہیئے کہ لیلۃ القدر کی عبادت نفل کا درجہ ہی رکھتی ہے فرضیت تک نہیں پہنچتی۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ لیلۃ القدر کی نفل عبادت زیادہ افضل ہے یا شوال یا صفر یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے کی فرض عبادت اللہ کے نزدیک زیادہ مقبول ہے؟

اور ان دونوں عبادتوں میں کونسی عبادت قیامت میں میزان میں زیادہ وزنی ہوگی، اور کس کے فوت ہونے کا قیامت میں زیادہ ملال ہوگا؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے جو حدیث قدسی سے معلوم ہوتا ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشيَءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ
مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ
حَتَّى أُحِبَّهُ"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی شخص کسی عمل سے میرا اتنا قرب حاصل نہیں کرتا جتنا ان اعمال سے کرتا ہے جو میں نے اس پر فرض کیئے ہوں، اور بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں: پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ فرائض کا جو مرتبہ اللہ کے ہاں ہے وہ نوافل کا نہیں ہے اور خداوندِ تعالیٰ کا بندوں سے اولین تقاضہ فرائض کا ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ فرائض کے مقصود ہونے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نوافل کی اہمیت نہیں ہے بلکہ بندہ اللہ تعالیٰ کا صحیح معنوں میں مقرب اور محبوب جب ہی ہوتا ہے جب وہ نفلی اعمال زیادہ سے زیادہ کرنے لگے۔ اور یہ بات سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ لیلۃ القدر کی پوری رات کا قیام بھی مرتبہ میں نفل سے زیادہ نہیں ہے پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ لیلۃ القدر میں تو اتنا اہتمام اور شوق ظاہر کریں اور فجر جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے اس سے اتنی بے اعتنائی اور بے رغبتی ظاہر کریں، کیا یہ بات کسی عقلمند کی شان کے لائق ہے؟

حالانکہ لیلۃ القدر اس لئے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سارا سال کی نمازوں کو چھوڑنے والوں کے لئے رکھا ہو بلکہ لیلۃ القدر تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے

اُن بندوں کے لئے ہدیہ ہے جو سارا سال نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں جیسے کہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے میں بونس یا خصوصی الاؤنس کا مستحق وہی شخص ٹھہرتا ہے جس نے سارا سال محنت کے ساتھ کام کیا ہو، نہ کہ وہ شخص جو سارا سال تو گھر میں پڑا آرام کرتا رہے اور سال میں ایک دن بونس لینے کے لئے آفس چلا آئے۔ کیا اللہ کے ہاں اتنی اندھیر ہے کہ ایک آدمی جو سارا سال عبادت کرتا ہو اور ایک خالی لیلۃ القدر کی راتوں میں جاگ لیتا ہو اللہ ان دونوں کو برابر کر دے گا؟ نہیں اور ہرگز نہیں... اللہ تعالیٰ تو ایک ایک ذرہ بھر نیکی اور برائی کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں" فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرَ يَّرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرَّ يَّرَهُ"

ترجمہ: جو بھی ذرہ بھر خیر کا عمل کرے گا وہ اس کو (بروزِ قیامت) دیکھ لے گا اور جو بھی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ بھی اس کو (بروزِ قیامت) دیکھ لے گا۔

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

"وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمَى وَالْبَصِيْرُ، وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا
الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ، قَلِيْلاً مَا تَتَذَكَّرُوْنَ "

ترجمہ: اندھا اور بینا برابر نہیں اور (نہ وہ لوگ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے اور بدکار (برابر نہیں)، تم بہت تھوڑی سمجھ رکھتے ہو۔

یعنی جس طرح اندھا اور بینا تمہارے نزدیک برابر نہیں، اسی طرح نیک اعمال کرنے والے اور گناہگار اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں۔

پہلی صف کے حصول میں قتال کی نوبت:

الحمدللہ دین اسلام ایک منظّم اور جامع شریعت ہے اور بالکل واضح ہے اس میں کسی کے لئے کسی قسم کی گنجلک نہیں۔نوافل کو اللہ تعالی نے فرائض کے تابع اور فرائض کی تکمیل کرنے والا بنایا ہے اگر چہ وہ لیلۃ القدر کے نوافل ہی کیوں نہ ہو۔اور یہی رسول اللہ ﷺ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے،جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا التَّهْجِيْرُ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ، وَلَو يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو اذان اور صف اول میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو اس کے حصول کے لیئے اتنی لڑائی ہو کہ بغیر قرعہ اندازی کے کوئی چارہ نہ پائیں۔ اور اگر انہیں تکبیر اولیٰ میں پہنچنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو دوسروں سے پہلے پہنچنے کی کوشش کریں اور اگر انہیں عشاء اور فجر کی نماز کا ثواب معلوم ہو جائے تو اگر ان کو سرین کے بل گھسٹ کر بھی آنا پڑا جماعت کے لئے تو ضرور آئیں۔

ایک اشکال اور اسکا جواب:

اشکال: کوئی شخص یہ سوال کرسکتا ہے کہ لیلۃ القدر میں لوگ اس لئے عبادت پر اتنے حریص ہوتے ہیں کہ اس میں دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں؟

جواب: یہ بالکل سچ ہے کہ لیلۃ القدر میں دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا کہ یہ سال کی عظیم ترین رات ہے اور ہم اللہ سے دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں بھی نصیب فرمائے،لیکن کیا فقط یہی رات قبولیت والی ہوتی ہے؟ ایسی بات ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالی نے زندگی کے مختلف حصوں میں ایسی قبولیت کی ساعات رکھی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں،سب سے پہلے تو اللہ تعالی قران کریم میں فرماتے ہیں:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ "وقال سبحانه وتعالى".:وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيْبٌ، أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ "

ترجمہ:اور تمارا رب کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں عطا کروں گا۔اور فرماتا ہے کہ اے نبی! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں انکے قریب ہوں اور میں پکارنے والے کی پکار پر لبیک کہتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔

رات کا اخیر تہائی حصہ:

اسی طرح مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ

يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيْبُ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرُ لَهُ؟

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ہمارا رب ہر رات کو آسمان دنیا پر متجلی ہوتا ہے جب رات کا اخیر تہائی حصہ رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کوئی ہے مجھ سے مانگنے والا تو میں عطا کروں؟ کوئی ہے مغفرت چاہنے والا تو میں اس کی مغفرت کروں؟۔۔۔

اتنی شفقت اور پیار بھری حدیث پڑھ کر تو ابن آدم شرم سے پانی ہوا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس بندوں کی خاطر آسمانِ دنیا پر تشریف لے آتے ہیں اور کس طرح پیار بھرے انداز میں ان کو پکار پکار کر بلاتے ہیں۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کی شان پر غور تو کیجئے کہ کتنی عظیم الشان قدرت، قوت اور جبروت کے مالک ہیں۔ بحر و بر، ارض و سما، جن و ملائک، پہاڑ و درخت، ستارے و کہکشاں، پتہ پتہ ذرہ ذرہ اپنے وجود میں اس کے امر کا محتاج ہے، ان سب کے باوجود بندوں کا اتنا اکرام کے ان کی خاطر پہلے آسمان پر متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ پورے سال رہتا ہے۔ جب آپ صبح فجر کی نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو وہ رات کا اخیر تہائی حصہ ہی ہوتا ہے اس وقت کو غنیمت سمجھا جائے اور فجر کی نماز سے لاپروائی نہ برتی جائے۔

ایک اہم تنبیہ:

کوئی ان تمام احادیث کے ذکر کرنے کو غلط معنوں میں نہ لے جائے کہ ان کے

ذکر کرنے کا مقصد لیلۃ القدر کی عبادت سے روکنا یا اس کی اہمیت کم کرنا ہے (معاذ اللہ) بلکہ مقصود دیگر ایام کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے کہ دیگر ایام سے اتنی بے پروائی کیوں؟ انسان کی زندگی کا تو لمحہ لمحہ قیمتی ہے۔ ان احادیث کو سامنے رکھ کر سارا سال محنت کیوں نہیں کی جاتی؟

نمازِ فجر کی دیگر نمازوں پر چند خصوصیات:

فجر کی نماز بہت سی خصوصیات کی حامل ہے جن میں سے چند کو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ فجر کی نماز میں بعض خصوصیات ثواب وعقاب سے متعلق ایسی ہیں جو فقط فجر کی جماعت ہی سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ آگے ذکر کی جائیں گی۔

نمازِ فجر کی پہلی خصوصیت:

دیگر تمام نمازیں جو جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں اس کا ثواب انفرادی طور پر پڑھی جانے والی نمازوں پر کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے کبھی ۱۰ گنا، کبھی ۲۵ گنا، اور کبھی ۲۷ گنا، لیکن فجر کی جماعت کا اجر بے حساب ہے اور غیر محدود ہے۔

جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ": مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ (أي مع العشاء كما نص على ذلك حديث أبي داود

والترمذی) فَكَأَنَّما صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ"

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا وہ آدھی رات تک تہجد پڑھتا رہا اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لی گویا کہ وہ پوری رات تہجد میں کھڑا رہا"

کیا ہم میں سے کوئی اس بات پر قادر تھا کہ پوری رات تہجد پڑھتا اور اس کے ثواب کو حاصل کرتا۔ اللہ تعالی نے فجر وعشاء کی جماعت کی بدولت مفت میں یہ نعمت ہم کو عطا فرمادی اور پوری رات کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کا آسان نسخہ بتادیا۔

نمازِ فجر کی دوسری خصوصیت:

فجر کی نماز قیامت کے دن نور کا مصدر ہوگی اور نور اس سے پھوٹ رہا ہوگا۔ جس دن کوئی نور نہ ہوگا سورج بے نور ہو چکا ہوگا اور ستارے جھڑ کر اپنی روشنی کھو چکے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہیں:

"إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ"

اللہ تعالی جب اپنی مخلوق کو اٹھائے گا تو ایک وحشت ناک ظلمت کا عالم ہوگا اور اس وقت ہر کسی کو روشنی کی ضرورت ہوگی کہ وہ اپنا راستہ دیکھ سکے اور ظلمت کی تکلیف سے نجات پاسکے۔

"يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُوْرُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ، بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

خَالِدِيْنَ فِيْهَا، ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ، يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ، قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا، فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهُ بَابٌ، بَاطِنُهُ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ، يُنَادُوْنَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ، قَالُوْا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ، فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ.."

ترجمہ: جس دن مومن مرد وعورت دیکھیں گے کہ نور انکے آگے اور دائیں جانب دوڑتا ہوگا اور اس دن ایسے باغوں کی تم کو خوشخبری سنا دی جائے گی، جن میں نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ ہے بڑی کامیابی۔ اور اس دن منافق مرد وعورت ایمان والوں سے کہیں گے کہ ذرا ٹھہرو! ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں، تو انہیں کہہ دیا جائے گا کہ واپس پیچھے (دنیا کی طرف) لوٹ جاؤ اور نور تلاش کرو، تو ان کے مابین ایک دروازہ رکھ دیا جائے گا جس کے اندر رحمت ہی رحمت ہوگی اور باہر سخت عذاب ہوگا۔ منافقین پکاریں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے؟ تو مومنین کہیں گے کیوں نہیں! لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنوں میں ڈالے رکھا اور تم (ایمان و اعمالِ صالحہ سے) رکے رہے اور شک ہی میں پڑے رہے اور جھوٹی

امیدوں نے تم کو دھوکہ میں رکھا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (موت) آن پہنچا۔ اور تمہیں شیطان نے دھوکے میں رکھا۔ سو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کفار سے، تم سب کا ٹھکانہ آگ ہے، اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔

فجر کی نماز کامل نور ہے:

امام ترمذی و ابو داوٗد نے سند صحیح کے ساتھ ایک حدیث حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ إِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''راتوں کی تاریکی میں مساجد کی طرف جانے والوں کے لئے قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری ہے''۔

اس حدیث کا مصداق بھی فجر اور عشاء کی نمازیں ہیں مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن انکے لئے ایسا نور ہوگا جو نہ ناقص ہوگا اور نہ ہی پلِ صراط کے موقع پر ختم ہوگا۔ دیکھئے! نبی کریم ﷺ امت پر کتنے شفیق ہیں کہ انکو نور کے حصول کے تمام راستوں کی طرف رہنمائی فرما رہے ہیں، تا کہ وہ نور انکی زندگی کو بھی روشن کردے اور مرنے کے بعد انکی قبروں کو بھی منور رکھے اور یہی نور قیامت میں بھی انکے ساتھ ہو۔

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَی صَلَاۃِ الْفَجْرِ وَھُوَ یَقُوْلُ ":اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً، وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْراً، وَمِنْ أَمَامِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْراً، وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْراً، اَللّٰھُمَّ اعْطِنِیْ نُوْراً.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز کیلئے گھر سے نکلتے تو یہ دعا مانگتے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور ڈال دے! میری زبان میں نور رکھ دے! میری آنکھوں میں نور رکھ دے! اور میرے پیچھے بھی نور کردے! میرے سامنے بھی نور کردے! میرے اوپر بھی نور کردے! اور میرے نیچے بھی نور رکھدے! اے اللہ! مجھے کامل نور عطا فرمادے!

یہ نور جس طرح آخرت میں کام آتا ہے اسی طرح اس کے لئے دنیا میں بھی نفع بخش ہے کہ بہت سارے معاملات میں انسان حق و باطل کے درمیان بغیر اس نور کے تمیز نہیں کرسکتا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟ خصوصا فتنوں کے زمانے میں جب حق و باطل کا امتزاج اس طور پر ہو چکا ہو کہ حق کو سمجھنا اور اس کو پانا انتہائی مشکل کام ہو ایسے وقت میں یہ نورِ بصیرت اس کے کام آتا ہے اور زمانہ کے مختلف فتنوں سے اسکی حفاظت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے "**بادروا بالأعمال فتناً کقطع اللیل المظلم..**"

کہ نیک اعمال کو کرنے میں جلدی کرو قبل اس کے کہ فتنہ ایسے ہو جائیں جیسے

کہ اندھیری سیاہ تاریک رات۔ ایسے فتنوں کے زمانے میں وہی شخص ہدایت پا سکتا ہے جو وافر مقدار میں نور کا حصہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالی اس نور کے ذریعے اس میں ایسی بصیرت پیدا فرمادیتے ہیں جس کے ذریعے سے وہ حق و باطل کے درمیان با آسانی امتیاز کر لیتا ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

"أَوَ مَنْ كَانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً يَمْشِيُ بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا، كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.."

ترجمہ: بھلا وہ آدمی جو مردہ تھا ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کو ایسا نور عنایت فرمادیا جس کو لے کر وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے (کیا وہ برابر ہو سکتا ہے اس شخص کے) جو تاریکیوں میں ایسا پھنسا ہو کہ اس سے نکل ہی نہ سکے اسی طرح اللہ تعالی کافروں کے لئے ان کے اعمال کو مزین کر دیتا ہے (کہ وہ اس کو اچھا سمجھ کر کرتے رہتے ہیں حالانکہ وہ نور سے خالی ہوتے ہیں)۔

نمازِ فجر کی تیسری خصوصیت:

فجر کی نماز پڑھنے پر جنت کا صریح وعدہ کیا گیا ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

"مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ .."والبردان هی الصبح والعصر ..

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بھی دو ٹھنڈی نمازوں (فجر و عصر) کی پابندی کی وہ جنت میں جائے گا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ ذرا سی مشقت کے بدلے اللہ تعالی اس پر جنت عطا فرمارہے ہیں۔ اور حقیقتاً کامیابی یہی جنت کا حصول ہے۔ آج دنیا کے معمولی معمولی امتحانوں میں کامیابی کے لئے انسان کیسی کیسی مصیبتیں جھیلتا ہے، حالانکہ ان میں کامیاب ہونا ایک عارضی کامیابی ہے جسکی لذت جلد ختم ہو جانے والی ہے اور ان میں اگر ناکام بھی ہو جائے تب بھی انسان دوسری اور تیسری کوشش کر کے کامیاب ہو جاتا ہے۔ جبکہ آخرت میں میدانِ حشر کا امتحان ایسا امتحان ہے جس میں کامیاب ہو جانے پر اللہ جل شانہ تعریف فرمارہے ہیں کہ اصل کامیابی تو انسان کے لئے یہ ہے کہ وہ آخرت کے امتحان میں کامیاب ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

"فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرُ.."

ترجمہ: پس جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا تحقیق وہی شخص کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔

نمازِ فجر کی چوتھی خصوصیت:

فجر کی نماز پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالی نے ایک ایسا انعام رکھا ہے جو جنت کی نعمت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اکثر ذہنوں میں سوال پیدا ہو گا کہ کیا جنت سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہو سکتی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ایک نعمت ایسی بھی ہے جو بندے کے

لئے جنت سے بھی زیادہ بڑی نعمت ہے، اور وہ نعمت ہے اللہ تعالی کا دیدار! جو ان لوگوں کو عطا کیا جائے گا جو فجر کی نماز کی پابندی کرتے ہیں اور اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہے کہ ایک بندہ کو اپنے رب کا دیدار کرادیا جائے۔ وہ اللہ جس کی محبت کے گن گاتے گاتے بندوں کی زبانیں گھس گئیں، وہ اللہ جس کی تا حد ممکن حمد کرنے کے بعد بھی انبیاء نے اپنے عجز کا اظہار کردیا اور کہہ دیا کہ "**اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک**، وہ اللہ کہ تکبر جس کی قمیص اور بڑائی جس کا ازار ہے، وہ اللہ جو آسمان وزمین و تمام بڑی وچھوٹی مخلوقات کا خالق ومالک ہے، وہ اللہ جس کے امر کن کو کوئی رد نہیں کرسکتا، وہ اللہ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس اللہ کا دیدار ایک حقیر، عاجز اور مشت خاک اور ذرہ بے مقدار کو ہو جانا اس سے بڑی اور کیا سعادت اس کے لئے ہوسکتی ہے اس لئے چاہیئے کہ کوشش کرنے والے کوشش کریں۔

فجر کے نمازی کے لئے اللہ تعالی کا دیدار:

قرآن مجید کی آیت "**للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ**" کے ذیل میں تفسیر ابن کثیر میں مسلم شریف کی یہ روایت ذکر کی ہے:

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلا هٰذِهِ الآيَةِ (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ) وَقَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، نَادَى مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا يُرِيْدُ أَن يُنْجِزَكُمُوْهُ.

فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّلْ مَوَازِيْنَنَا، وَيُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا، وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَيُزَحْزِحْنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ فَيُكْشَفُ لَهُمُ الْحِجَابَ، فَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَا أَعْطَاهُمُ اللّٰهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظْرِ إِلَيْهِ، وَلَا أَقَرَّ لِأَعْيُنِهِمْ."

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "**للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ**" اور فرمایا کہ "جب اہلِ جنت جنت میں اور اہلِ دوزخ دوزخ میں داخل کردیئے جائیں گے تو ایک منادی آواز لگائے گا کہ اے جنت والو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنا وعدہ پورا کریں۔ اہلِ جنت (حیران ہوکر) کہیں گے: وہ کیا؟ کیا اس نے ہمارے (نیکیوں کے) پلڑے کو جھکا نہیں دیا؟ اور ہمارے چہروں کو روشن نہیں کردیا؟ اور کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کردیا؟ اور ہمیں آگ سے بچا نہیں لیا (یعنی اتنی تو نعمتیں عنایت کردیں اب بھلا کونسی نعمت ایسی رہ گئی جو اس نے ہم پر نہ بہادی ہو) پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچانک ان کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور اہلِ جنت اس کی طرف دیکھیں گے، خدا کی قسم! اس اللہ کے دیدار سے بڑی نعمت ان کے نزدیک کوئی بھی نہ ہوگی، اور نہ ہی کوئی نعمت اس دیدار کی نعمت سے زیادہ آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی ہوگی"۔ اس نعمت کے حصول کا طریقہ بھی اللہ کے نبی ﷺ نے بتلا دیا، چنانچہ بخاری ومسلم کی حدیث ہے:

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، قَالَ "إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ ثُمَّ قَالَ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ صَلَاةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا."

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے کہ اچانک نبی کریم ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ بے شک تم عنقریب اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جیسے اس چودھویں رات کے چاند کو دیکھ رہے ہو اس طرح کہ تمہیں اس کو دیکھنے میں کسی قسم کی مشقت نہیں اٹھانی پڑ رہی۔ پھر فرمایا (کہ اگر تم اس کو حاصل کرنا چاہتے ہو) تو کوشش کرو کہ طلوع فجر کا وقت سے پہلے کی نماز (فجر) اور غروب شمس سے پہلے کی نماز (عصر) کو نہ چھوڑو۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی نعمت کا مدار فجر کی نماز کو بنایا ہے تو کیا اب بھی کوئی ایسا بدنصیب ہوگا جو اس بات کو سننے کے بعد بھی فجر کی نماز کے لئے بیدار نہ ہو؟ اگر کوئی ایسا ہے تو سوائے اس کے کہ اس شخص کی حماقت اور بے وقوفی پر آنسو بہائے جائیں کیا کیا جاسکتا ہے۔

نمازِ فجر کی پانچویں خصوصیت:

یاد رکھیئے! فجر کی نماز کا ضائع کرنا فقط ایک نماز کا ضائع کرنا ہی نہیں ہے بلکہ بہت ساری خیر اور بھلائیوں سے محرومیوں کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

: **"وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ"** ترجمہ: اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے یعنی اللہ جل شانہ کی ذات ایسی بے حیثیت ذات نہیں ہے جس سے آدمی بے خوف رہے بلکہ اس کو چاہئے کہ اس سے ڈرتا رہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا: **"وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً، وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى"** ترجمہ: اور جو شخص میری یاد سے اعراض کرتا ہے تو اس کے لئے تنگی والی زندگی ہے اور ہم ایسے شخص کو بروزِ قیامت اندھا اٹھائیں گے۔

"إِنَ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ" ترجمہ: بے شک تمہارا رب بہت جلد پکڑ فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غفور اور رحیم ہونے کا باطل مطلب تراشنے والوں کو یہ آیات بھی ذہن میں رکھنی چاہئیں مبادا انکی غفلت اور کاہلی انکو یہ دن نہ دکھادے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قہر میں آجائیں اور انہیں پھر سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اس کی نافرمانی کر کے اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

"يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْراً فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ"

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہم نے شمار کر رکھے ہیں اور پھر انکا پورا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا تو جو شخص اچھا بدلہ پائے تو وہ اللہ کی حمد کرے اور جو شخص اس کے علاوہ دیکھے

(برا بدلہ آخرت میں دیکھے) تو پھر بس اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

قیامت میں سب سے پہلا حساب نماز کا ہوگا:

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ أَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ النَّاسُ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قَالَ یَقُوْلُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهٖ وَهُوَ أَعْلَمُ اُنْظُرُوْا فِی صَلَاةِ عَبْدِیْ أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا، فَإِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهٗ تَامَّةً، وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَیْئاً قَالَ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَإِنْ كَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ قَالَ أَتِمُّوْا لِعَبْدِیْ فَرِیْضَتَهٗ مِنْ تَطَوُّعِهٖ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلٰی ذَاكُمْ"

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن بندوں کے اعمال میں سے نماز کا حساب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے (اور حال یہ ہے کہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں) کہ دیکھو! میرے بندے کی نمازیں پوری ہیں یا کم اگر وہ پوری ہیں تو پوری لکھ دو! اور اگر وہ کم ہیں تو دیکھو! کیا اس نے کچھ نوافل بھی پڑھے ہیں؟ اگر اس کے پاس کچھ نفل نمازیں بھی ہوں تو اس فرائض کی کمی نوافل سے پوری کرلو! پھر دوسرے اعمال کے بارے میں سوال ہو گا۔

غور کیجئے! جس شخص کی ساری زندگی ہی فجر کی نماز سے خالی ہو وہ ایسے موقع پر کیا جواب دے گا اور اس کے لئے کونسی جائے پناہ ہوگی؟

فجر کے وقت میں سونے پر وعید:

فجر کی نماز سے عموماً مانع انسان کی نیند ہی بنا کرتی ہے۔ پڑھیئے! حدیث میں صراحۃً اس کو بیان کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے وقت میں سونے والے کے لئے کیا عذاب ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس خواب میں حضور ﷺ کو مختلف قسم کے گناہ گاروں پر مختلف قسم کے ہونے والے عذاب دکھائے گئے جو جہنم میں ان پر ہوتے ہیں۔ اس حدیث کا بعض حصہ جو مضمون کے مناسب ہے اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے، مجھے اٹھایا اور کہا چلیئے! میں ان کے ساتھ چل پڑا، تو (تھوڑی دیر بعد) میں ایک لیٹے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرا اور اس کے پاس ایک دوسرا آدمی اپنے ہاتھوں میں ایک چٹان لئے کھڑا تھا، اور وہ چٹان کو اس لیٹے ہوئے آدمی کے سر پر اوپر کی جانب سے لُڑھکا دیتا یہاں تک کہ وہ چٹان اس کے سر کو کچل دیتی اور دوسرا شخص پتھر لینے کے لئے چلا جاتا اور اتنے میں وہ واپس آتا اس پہلے شخص کا سر واپس اپنی اصل حالت پر لوٹ آچکا ہوتا اور پھر اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا، میں نے کہا، سبحان اللہ! یہ عذاب کس وجہ سے دیا جا رہا ہے؟ تو وہ

دونوں فرشتے مجھے کہنے لگے کہ آپ آگے چلئے! آگے چلئے! اس کے بعد مختلف قسم کے ہیبت ناک عذابات کا تفصیلی تذکرہ ہے، جن کو ذکر کرنے سے بھی روح کانپ جاتی ہے، واپسی میں آپ ﷺ نے جب ان عذابات کی تفصیل معلوم کی تو انہوں نے بتایا کہ وہ شخص جس کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا کہ جس کا سر مسلسل چٹان سے کچلا جارہا ہے یہ وہ شخص تھا جس نے قرآن شریف کو حفظ کیا اور پھر اس کو چھوڑ دیا (بھول گیا یا یاد تو رکھا لیکن اس پر عمل نہ کیا) اور یہ شخص فرض نماز کے وقت سوتا رہتا تھا۔

سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ سونے کا وقت فرض نمازوں میں سب سے زیادہ مانع فجر کے وقت میں ہی بنتا ہے، اور ہوسکتا ہے کہ سر کو کچلنے کا عذاب اسی وجہ سے ہو کہ وہ محل عقل ہے اور انسان کے اشرف ترین اعضاء میں سے ہے اور اسی کے ہوش میں نہ ہونے سے اس کی فجر کی نماز رہ جاتی ہے۔ (اللھم احفظنا منه)

نمازِ فجر کی چھٹی خصوصیت:

فجر سے متصل دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عنها "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا" وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدِ "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعاً"

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ فجر کی دو

رکعت تمام ہی دنیا سے بہتر ہیں۔

اگر کسی آدمی کو بہت تھوڑے سے عمل پر کہہ دیا جائے کہ اس پر تم کو دنیا کی فلاں بڑی بڑی چیزیں ملیں گی تو وہ اس کو کرنے کے لئے کس طرح ذوق وشوق سے تیار ہو جائے گا تو اس حدیث شریف پر غور کیجیے! حضورِ اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ کسی کو تمام دنیا کی چیزیں بھی دے دی جائیں اس سے زیادہ بہتر یہ فجر کی دو رکعت ہیں جو انسان پڑھتا ہے۔ حالانکہ ایک طرف اس میں قرأت بھی بہت مختصر کی جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دو رکعت میں سے پہلی میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے، اور امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کو دیکھتی تھی کہ آپ ﷺ فجر کی یہ دو سنت اتنی مختصر پڑھا کرتے تھے کہ کبھی کبھی تو مجھے وہم ہونے لگتا کہ پتہ نہیں اس میں اللہ کے رسول ﷺ نے سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں! لیکن اختصار کے باوجود آپ ان دو رکعتوں پر اتنی پابندی فرمایا کرتے تھے جتنی کسی میں نہیں فرمایا کرتے تھے اور نہ ہی ان دو رکعت کو حضر میں چھوڑتے تھے اور نہ سفر میں۔ یہاں تک کہ اگر کبھی کسی عذر کی وجہ سے رہ جاتیں تو بعد میں ان کی قضا فرماتے اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے امت کو بھی اس بات کی ترغیب دی کہ فجر کی دو رکعت کو ہرگز نہ چھوڑیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" لَا تَدْعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ "

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی ان دو رکعت کو ہرگز نہ چھوڑنا

اگر چہ (میدان جنگ ہو اور) تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔

جب اللہ کے نبی ﷺ سے فجر کی دو سنتوں پر اتنی تاکید مل رہی ہے تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ فجر کی فرض نماز کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا اہتمام ہوگا۔

نمازِ فجر کی ساتویں خصوصیت:

فجر کی اذان دیگر اذانوں سے مختلف ہے کہ اسمیں لفظ "الصلوة خير من النوم" کا دو مرتبہ اضافہ کر دیا گیا جبکہ دیگر اوقات کی اذانیں ان کلمات سے خالی ہیں۔ ان کلمات میں ذرا باریک بینی سے غور کیا جائے تو اس کی اصل حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ فجر کی نماز سے روکنے والی کونسی چیز ہے سوائے نیند کے؟ تو اس پر بطور خاص تنبیہ فرمائی گئی کہ دیکھو! نماز نیند سے بہتر ہے۔ تو عقلمند شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بات مانے اور نیند کو چھوڑ کر نمازِ فجر کے لئے چلا آئے۔

نمازِ فجر کی آٹھویں خصوصیت:

نبی کریم ﷺ سے فجر کی نماز کے بعد بہت سے مخصوص اذکار ثابت ہیں جو دیگر نمازوں میں منقول نہیں مثلاً امام ترمذی نے حدیث نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَّتَكَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ،

كُتِبَتْ لَهُ عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشَرَ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشَرَ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ يَوْمُهُ هٰذَا كُلُّهُ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ، وَحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللّٰهِ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نمازِ فجر کے فوراً بعد کوئی بھی بات کرنے سے پہلے یہ پڑھے، اس حال میں کہ اس کے پاؤں اب تک مڑے ہوئے ہوں (یہ اتصالِ نماز سے کنایہ ہے اور پھر دس مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھے جو حدیث میں مذکور ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس خطائیں معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے دس درجات بڑھا دیئے جاتے ہیں اور تمام دن اس کی شرور سے حفاظت کی جاتی ہے اور کسی بھی گناہ کا نقصان اس کو ہر گناہ سے ہونے والے نقصان سے بچایا جاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ شرک کرنے لگے۔

نمازِ فجر کی نویں خصوصیت:

فجر کی نماز کے بارے میں احادیث میں صراحۃً ارشاد فرمایا گیا ہے کہ فجر کی نماز پڑھنا جہنم سے نجات کی ضمانت ہے اور ابوداؤد و نسائی میں حدیث ہے:

عن مسلم بن الحارث رضى الله عنه قال قال لى النبى صلى الله عليه وسلم "إذا صليت الصبح فقل قبل أن تتكلم اللهم أجرنى من النار سبع مرات، فإنك إن مت

من یومک کتب الله لک جواراً من النار.."

ترجمہ: حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم فجر کی نماز پڑھ لوتو کوئی بات کرنے سے پہلے یہ دعا سات مرتبہ پڑھو!"**اللھم اجرنی من النار**" اگرتمہاری اس دن موت آگئی تو یہ دعاتمہارے لئے جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بن جائے گی۔ یہ اوراس طرح کی دیگر بہت سی احادیث فجر کی نماز کے اذکار سے متعلق کتب حدیث بھری ہوئی ہیں جن کواختصار کی غرض سے نقل نہیں کیا جارہا۔

نمازِ فجر کی دسویں خصوصیت:

حضرت نبی کریم ﷺ کی عام عادت یہ تھی کہ خود بھی نمازیں مختصر پڑھایا کرتے تھے اور دوسرے صحابہ کو بھی یہی حکم دیتے تھے کہ وہ لوگوں پر تخفیف سے کام لیں اور نمازیں مختصر پڑھایا کریں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ اپنی قوم والوں کوطویل نمازیں پڑھایا کرتے تھے، ان کی قوم والوں نے آکر نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم کاشتکارلوگ ہیں دن بھر کام کاج میں لگے رہتے ہیں، رات کوتھکے ہارے جب عشاء کی نماز کے لئے آتے ہیں تو ہمارے امیر سورہ بقرہ و سورہ الِ عمران جیسی طویل طویل سورتیں پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ بات سن کر اتنا سخت غصہ آیا جتنا صحابہ کرام نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھااور چہرہ انور اتنا سرخ ہوگیا کہ گویا کسی نے اس میں انار کا رس نچوڑ دیا ہواور پھر حضرت معاذ کوسخت تنبیہ کی اورفرمایا:"**افتان انت یا معاذ!**" اے معاذ کیاتم فتنہ گرہو!اور

پھر فرمایا کہ اپنے مقتدیوں میں سے سب سے زیادہ کمزور شخص کی رعایت رکھ کرنماز پڑھایا کرو! پھر چند مختصر سی سورتوں کے نام لیکرفرمایا کہ یہ سورتیں پڑھا کرو!

ایک طرف تو طویل نماز پڑھانے پراتنی سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا کرتے تھے لیکن دوسری جانب فجر کی نماز میں آپ ﷺ خصوصا لمبی قرأت فرمایا کرتے تھے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ فجر کی نماز میں وہ سورت پڑھا کرتے تھے جس کی آیتوں کی تعداد ٦٠ سے ١٠٠ کے درمیان ہو۔حتی کےبعض اوقات اتنی لمبی قرأت فرماتے کہ ہمیں روشنی کی زیادتی کی بنا پر یہ لگتا کہ شاید سورج طلوع ہو چکا ہےاور بعض روایت میں آتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے چہرے روشنی کی کثرت کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔مراد یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بالکل قریب ہوجاتا تھا۔اور بالکل یہی طرز خلفائے راشدین کے دور میں بھی تھا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فجر کی نماز میں سورہ بقرہ، سورہ الِ عمران اورسورہ نساء جیسی طویل سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھےاور فجر کی روشنی اتنی پھیل جاتی کہ نماز کے ختم پر دیگر صحابہ کرام ارشادفرماتے کہ اے عمر! تم نے تو آج صبح ہی کردی! تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب میں بطورِ تلطف (لطف اندوز ہوتے ہوئے) ارشادفرماتے کہ اگرسورج طلوع ہوبھی گیاتو کیا ہوا ہمیں نماز پڑھتے ہوئے ہی دیکھے گا۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فجر کے وقت کی قرأت کوبھی خصوصیت سے ذکر فرمایا"**وقرآن الفجر، إن قرآن الفجر كان مشهوداً** " معلوم ہوا کہ خصوصیت سے فجر کے ساتھ قرأت کا ذکر کرنا حکمت سے خالی نہیں اور فجر کی نماز میں طول قرأت کو

انسان کے ترقی درجات وتقرب عنداللہ میں خاص دخل ہے۔

نمازِ فجر کی گیارہوں خصوصیت:

اللہ تعالی نے فقط دو نمازوں کی قسم قرآن کریم میں کھائی ہے ایک فجر کی اور دوسرا عصر کی اور دونوں میں ایک خصوصیت مشترک ہے کہ یہ دونوں وقت مشھود ہیں (اس وقت صبح وشام دونوں اوقات کے فرشتے انسان کے عمل دیکھتے ہیں کیونکہ یہ دونوں اوقات صبح و شام کے فرشتوں کی تبدیلی کے ہیں جو انسانوں پر بطور نگران بھیجے جاتے ہیں)۔

جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے " **والفجر ،وليال عشر** "ترجمہ:قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔اور دوسری جگہ فرمایا کہ "**والعصرِ ، ان الانسان لفى خسر** "ترجمہ: قسم ہے عصر کی ،بیشک انسان خسارے میں ہے۔بخاری شریف میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی تبدیلی فجر اور عصر کے وقت فرماتے ہیں اور جب وہ واپس اللہ تعالیٰ کے پاس اعمال نامہ لیکر جاتے ہیں تو اللہ تعالی ان سے پوچھتے ہیں (اور اللہ تعالی اچھی طرح بندوں کے حالات سے واقف ہیں) کہ تم نے میرے بندوں کو کیسا پایا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو بھی نماز پڑھتے ہوئے پایا اور جب ان کو چھوڑ آئے تو بھی نماز ہی کی حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں۔

ان لوگوں کے لیئے یہ مقام عبرت ہے جن کے بارے میں جب احکم الحاکمین سوال کریں گے کہ تم نے ان کو کیسا پایا؟ تو فرشتے ان کے بارے میں جواب دیں گے کہ جب ہم نے ان کو پایا تو سوتا ہوا پایا اور جب ان کو چھوڑ کر آئے تو بازاروں میں چھوڑا!!!

نمازِ فجر کی بارہوں خصوصیت:

فجر کی نماز پڑھنا تمام بلاؤں سے حفاظت کا سبب ہے اور فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ جل شانہ کی خصوصی حفاظت میں داخل ہوجاتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عن جندب بن سفيان رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ":من صلى صلاة الصبح فهو فى ذمة الله "

ترجمہ:حضرت جندب ابن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز پڑھ لی وہ اللہ تعالی کی حفاظت میں آگیا۔اور مسلم میں ہی اس روایت میں مزید اضافہ بھی ہے:

"**فلا تخفروا الله فى عهده** "ترجمہ:تو اللہ تعالی کے عہد کو ہرگز نہ توڑنا۔مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے فجر کی نماز پڑھ لی وہ اللہ تعالی کی ضمانت وحفاظت میں چلا گیا ،جو ایسے شخص کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ کی ضمانت کو توڑنے والا شمار کیا جائے گا اور اللہ اپنی حفاظت اور ضمانت کے توڑنے والے شخص کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔آج لوگ اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے کس کس طرح کے انتظامات کرتے ہیں یہاں تک کے اس کے لئے ناجائز ذرائع تک بروئے کار لائے جاتے ہیں مثلا لائف انشورنس (بیمہ زندگی) وغیرہ کراتے ہیں اور اپنی سیکیورٹی پر ہزاروں روپیہ صرف کرتے ہیں ان کے چاہیئے کہ بجائے غیروں کی حفاظت کے فجر کی نماز پڑھ کر اللہ رب العزت کی حفاظت میں چلے آئیں۔

نمازِ فجر کی تیرہویں خصوصیت:

ایک بڑی خصوصیت فجر کی نماز کی یہ ہے امت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ) کے لئے برکت صبح کے وقت میں رکھ دی گئی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، جس کو ترمذی وابوداؤد دونوں نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن صخر الغامدی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "اللهم بارک لأمتي في بكورها.."

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ! میری امت کے لئے برکت صبح کے وقت میں رکھ دیجئے۔

اس حدیث میں جو برکت کی دعا کی گئی ہے وہ فقط نماز کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ہو، کوئی سفر ہو، تجارت ہو، زراعت ہو، یا کوئی علمی کام ہو غرض ہر وہ کام جو صبح کے وقت شروع کیا جائے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں۔ تو اس برکت والی زندگی کو حاصل کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان فجر کی نماز کا پابند ہو جائے۔ اس نالائق نے اپنے شیخ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی صاحب قدس سرہ سے بارہا سنا کہ طالب علم کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ فجر کی نماز باجماعت پڑھے اور اس کے بعد بغیر کسی تاخیر کے اپنے تعلیم وتعلم کے مشغلہ میں لگ جائے۔

نبی کریم ﷺ کی بھی عام عادت یہی تھی کہ جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو صبح ہی صبح اس کو روانہ فرمادیتے۔ مذکورہ حدیث کے راوی حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس حدیث

کے سننے کے بعد یہ معمول تھا کہ اپنے تجارتی قافلہ کو صبح کے وقت روانہ کرتے تھے اس طرز کی بدولت وہ اتنے مالدار ہوگئے کہ ایک وقت ان پر ایسا آگیا جب ان کے پاس مال رکھنے کی جگہ تک نہیں بچی۔ اور اگر انسان ان مبارک ساعات میں نیند سے بیدار نہ ہو تو پھر وہ گویا بڑی خیر سے محروم ہوگیا یہاں تک کہ احادیث میں اس کو خبیث النفس سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نمازِ فجر نہ پڑھنا نفس کی خباثت کی علامت ہے:

چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی روایت ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه "يعقد الشيطان على قافية رأس أحدكم ثلاث عقد إذا نام، بكل عقدة يضرب عليك ليلاً طويلاً، فإذا استيقظ فذكر الله انحلت عقدة، وإذا توضأ انحلت عنه عقدتان، فإذا صلى انحلت العقدة الثالثة ..فأصبح نشيطاً طيب النفس، وإلا أصبح خبيث النفس كسلان.."

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے پیشانی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر اس کو آس دلاتا ہے کہ "سو جاؤ! ابھی تو بہت لمبی رات باقی ہے" جب انسان اٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر (مسنون دعا کی پابندی) کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ بالکل تازہ دم اور خوش وخرم

ہوتا ہے ورنہ (اگر وہ سوتا رہے تو) خبیث النفس اور کاہلی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔

زندگی تباہ کاریوں کا شکار کیوں؟

آج ہم دنیا میں مستقل جد و جہد اور باوجود دوڑ دھوپ کرنے کے بھی اپنے مقاصد میں ناکام ہو جاتے ہیں، کاروبار میں نفع نہ ہو، ملازمت نہ ملے، گھریلو جھگڑے پریشان کریں یا بچے نافرمان ہو جائیں تو الٹے سیدھے عملیات میں پڑ جاتے ہیں مگر اس جانب کسی کا ذہن نہیں جاتا کہ ہم نے نمازوں کا اہتمام نہ کر کے خود ہی ان بلاؤں کو دعوت دی ہوئی ہے۔ ذرا چند دن جماعت سے نماز کی پابندی کر کے تو دیکھئے کیسے ہمارے مسئلے حل نہیں ہوتے کیونکہ یہی طرز حضرات صحابہ کرام کی زندگی میں ملتا ہے کہ اپنے مسائل اللہ رب العزت سے نمازوں میں حل کراتے تھے۔ اور اس طرح کے کتنے ہی واقعات حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ نے فضائلِ اعمال کے شروع میں حکایاتِ صحابہ کے ذیل میں بیان کیئے ہیں۔ مذکورہ احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد اکثر لوگوں کو اپنے دین و دنیا کی بربادی کی اصل وجہ بالکل واضح نظر آ گئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض اور دیگر احکامات کو پسِ پشت ڈال کر آخرت کی زندگی تو خراب کی ہی تھی دنیاوی زندگی بھی تباہ کر رہے ہیں، چاہیئے کہ ان تمام باتوں سے عبرت حاصل کریں لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اندھا بنا رہے تو کیا کہا جا سکتا ہے۔

آگے ہم چند واقعات صحابہ کرام، مشائخ اور بزرگانِ دین کے نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ان کو نمازِ فجر کا کیسا اہتمام تھا۔

فجر کی دو رکعت ساری رات کی تہجد سے بہتر ہے:

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

أن عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقد سليمان بن أبی حثمة رحمه الله فی صلاة الصبح فی يوم من الأيام وأن عمر بن الخطاب رضی الله عنه غدا إلی السوق، ومسكن سليمان بين السوق والمسجد النبوی، فمر علی الشفاء أم سليمان رضی الله عنها فقال لها لم أر سليمان فی الصبح، فقالت إنه بات يصلی فغلبته عيناه فقال عمر " لأن أشهد صلاة الصبح فی الجماعة أحب إلیّ من أقوم ليلة.."

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز میں سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت یہ تھی کہ صبح کے وقت بازار جایا کرتے تھے اور سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر مسجد نبوی اور بازار کے درمیان ہی واقع تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفاء (نامی خاتون) جو کہ سلیمان کی والدہ تھیں ان کے پاس سے گزرے اور پوچھا: کیا بات ہے آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا؟ تو ان کی والدہ نے کہا: کہ ساری رات اس نے تہجد میں گزاری جس کی وجہ سے فجر میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ صبح کی نماز میں جماعت کے لئے حاضر ہونا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ساری رات تہجد میں کھڑا رہوں۔

ذرا غور فرمایئے! سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے بڑے صحابی ہیں اور کیسے زبردست عبادت گزار کہ ساری رات تہجد میں گزار دی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے باوجود فرمایا کہ سو جاتے اور فجر کی نماز میں آجاتے یہ اس سے زیادہ بہتر تھا کہ رات کو تو جاگ کر گزارا مگر فجر کی نماز میں نہ آسکے۔ان لوگوں کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے جن کی فجر کی نماز اس وجہ سے قضا ہو جاتی ہے کہ رات دیر تک ٹی وی پر سیاسی لوگوں کی کارستانیوں پر تبصرہ کرتے رہتے ہیں یا انٹرنیٹ پر دنیا جہاں کی برائیوں میں مصروف ہوتے ہیں یا موبائیل پر نامحرم سے باتیں کرتے رہتے ہیں یا گھر والوں اور دوستوں کے ساتھ ہلہ گلہ و گپ شپ میں مزے لیتے ہیں اور فجر کی نماز میں نہیں اٹھتے!!!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض الموت میں فجر کا اہتمام:

امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اثر نقل کیا ہے:

أن المسور بن مخرمة رحمه الله أخبره أنه دخل على عمر بن الخطاب رضى الله عنه من الليلة التى طعن فيها، فأيقظ عمر لصلاة لصبح، وعمر رضى الله عنه هو رأس الدولة، وهو مطعون طعنة قاتلة، والظرف صعب جداً لكن صلاة الصبح لا تؤخر و قال " نعم، ولا حظ فى الإسلام لمن

ترک الصلاة، فصلى عمر و جرحه يثعب دماً.!!

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس رات آئے جس میں انہیں خنجر سے زخمی کیا گیا تھا، تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فجر کی نماز کے لئے بیدار کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مدہوش تھے اور انہیں جان لیوا زخم لگا تھا اور حالت بہت خراب تھی لیکن نماز فجر انہوں نے قضا نہ کی۔اور جب مسور نے نمازِ فجر کے لئے ان کو بیدار کیا تو انہوں نے فرمایا: بالکل! جو شخص نماز کو چھوڑ دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حال میں نماز پڑھی کہ انکے زخم سے خون جاری تھا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی شخص کو فجر کی نماز میں نہ دیکھتے تو اس کے بارے میں منافق ہونے کا گمان کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ انتہائی سخت عذر کی وجہ سے فجر کی نماز رہ گئی تو وہ اس کے لئے ساری زندگی روتے رہے حالانکہ وہ اس وقت معذور تھے کیونکہ وہ مصروف جہاد تھے جس کی وجہ سے فجر کی نماز نہ پڑھ سکے تھے لیکن غم اتنا تھا کہ جب انہیں یہ بات یاد آتی تو رونا آجاتا اور فرماتے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میری فجر کی نماز رہ جائے اور اس کے بدلے مجھے ساری دنیا دے دی جائے۔

فجر میں اٹھنے کی تدابیر:

اب چند وہ کرنے کے کام ذکر کیئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے نمازِ فجر کے لئے اٹھنا ہمارے لیئے انشاء اللہ آسان ہو جائیگا، یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ان میں سے بعض کام احادیث سے ثابت ہیں اور بعض بزرگانِ دین کے تجربات سے فجر کی پابندی کے سلسلے میں منقول ہیں۔

پہلا کام:

رات کو اس نیت سے جلدی سونے کی کوشش کرے کہ مجھے صبح فجر کی نماز کے لئے بیدار ہونا ہے ساتھ ساتھ اپنے مشاغل کو محدود کرے اور عشاء کے بعد جلد از جلد فارغ ہو کر سونے کی کوشش کرے۔ آج کل سب سے زیادہ کوتاہی اسی بات کے اندر ہے کہ رات کو سوتے وقت ہی فجر میں اٹھنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔

دوسرا کام:

دوسرا کام یہ کہ اللہ تعالی سے دعا کرے کہ یا اللہ! تو میرے اس ارادے پر میری مدد فرما! اور مجھے محض اپنی توفیق سے نمازِ فجر کے لئے بیدار فرما! دعا مومن کا ایسا ہتھیار ہے جو کبھی ناکام نہیں جاتا۔ اہل اللہ جتنا اہتمام ذکر کا کرتے ہیں اتنا ہی دعا کا بھی اہتمام کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات اتنا زیادہ ان پر دعا کرنے کا غلبہ ہوتا ہے کہ چلتے پھرتے اپنے ہر ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے رہتے ہیں اور خیر کے طلبگار رہتے ہیں۔

تیسرا کام:

کسی ایسے شخص کو تلاش کرے جو اسے فجر کی نماز کے لئے بیدار کرنے پر تیار ہو

جائے خواہ وہ گھر کا ہی کوئی فرد ہو مثلا والد محترم ہوں، بھائی یا بہن یا بیوی وغیرہ ہو یا باہر محلّہ کا کوئی فرد ہو جو اس کو مسجد جاتے ہوئے صبح فجر کی نماز میں بیدار کرتا جائے۔ اور اس سے عاجزانہ درخواست کرے۔ اس نالائق نے بعض لوگوں کے بارے میں یہ بھی سنا ہے کہ محلّہ کے چوکیداروں کو دو ہزار روپے فقط اس بات کے دیتے تھے کہ وہ انکو فجر کی نماز میں بیدار کردیں گے۔ اور سب سے آسان صورت یہ ہے کہ انسان اچھے، نیک اور صالح شخص کو اپنا دوست بنائے تاکہ اس سے انسان کو دنیاوی فوائد کے ساتھ ساتھ دینی فائدہ بھی ہو اور نیک صالح دوست بنانے کی احادیث میں ترغیب بھی ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے تو چاہیئے کہ انسان اس بات میں غور و فکر کرے کہ وہ کیسے شخص کو دوست بنا رہا ہے۔

چوتھا کام:

اگر یہ بھی ممکن نہ ہو کہ کوئی آدمی ملے گا جو اٹھادے تو پھر ایک تیز آواز کے الارم والی ٹائم پیس بازار سے لے آئے اور اہتمام سے روزانہ سوتے وقت مقررہ وقت پر الارم سیٹ کرے لیکن اس بات کا خیال رکھے کہ اس گھڑی کو اپنے سرہانے رکھ کر نہ سوئے کہ رات میں جب الارم بجتا ہے تو مدہوشی میں انسان اس کو بند کر دیتا ہے اور اس کو احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے گھڑی کو کسی اونچی جگہ مثلا میز یا الماری وغیرہ کے اوپر رکھے تاکہ جب الارم سے آنکھ کھل جائے تو اس کو بند کرنے کے لئے کھڑا ہونا پڑے جس سے نیند کا اثر مزید ٹوٹ جاتا ہے۔

پانچواں کام:

پھراس بات کا بھی اہتمام کرے کہ سوتے وقت داہنے جانب کروٹ پر اس طرح سوئے کہ دائیں گال کے نیچے دائیں ہتھیلی ہو۔ اس ھیأت پر سونا مسنون ہے اور اس حکم کی خاص حکمت اس نالائق نے حضرت مولانا قاری سالم قاسمی صاحب قدس سرہ کی زبانی یہ سنی کہ انسان کا قلب بائیں جانب ہوتا ہے دائیں کروٹ لینے کی صورت میں دل معلق رہتا ہے اور اس سے انسان اس درجہ غافل نہیں ہوتا جس درجہ بائیں طرف کروٹ لینے پر غافل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات اہل اللہ جنہوں نے مجاہدہ کے ذریعے اپنے قلب کی غفلت کو دور کر لیا ہوتا ہے ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ سونے کے باوجود انکا دل بالکل غافل نہیں رہتا اور نماز فجر اور تہجد کے لئے انکو نہ اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کسی الارم کے لگانے کی بلکہ خود بخود ان کی آنکھ کھل جاتی ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے حالات میں لکھا ہے کہ نیند کے اوپر اس درجہ قدرت حاصل تھی کہ جتنے وقت کے لئے سونا ہوتا تھا اتنے وقت کے بعد خود بخود اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ حتی کے اگر اسٹیشن پر ریل کے آنے میں دس منٹ ہوتے اور نیند کا تقاضہ ہوتا تو وہیں لیٹ جاتے اور سو جاتے لیکن اس کے باوجود ٹھیک نو منٹ کے بعد اٹھ کر بیٹھ جاتے۔

چھٹا کام:

سوتے وقت باوضو سوئے۔ نبی کریم ﷺ سے باوضو سونے کے مستقل فضائل

منقول ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔

عن البراء بن عازب رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال "إذا أتیت مضجعک فتوضأ وضوئک للصلاة، ثم اضطجع علی شقک الأیمن، ثم قل اللهم أسلمت وجهی إلیک، وفوضت أمری إلیک، وألجات ظهری إلیک، رغبة ورهبة إلیک، لا ملجأ ولا منجا منک إلا إلیک، اللهم آمنت بکتابک الذی أنزلت، وبنبیک الذی أرسلت، فإن مت من لیلتک فأنت علی الفطرة، واجعلهن آخر ما تتکلم به "

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے بستر کی جانب آ ؤ تو ایسے ہی وضو کرو جیسا کہ نماز کے لئے کرتے ہو اور پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ اور پھر کہو! اے اللہ میں نے اپنا نفس آپ کے سپرد کر دیا، اپنے معاملات آپ کے سپرد کر دیئے، تجھ کو اپنی پشت پناہی کے لیئے چن لیا، تجھ سے محبت بھی ہے، تجھ سے ڈرتے بھی ہیں، کوئی جائے پناہ یا کوئی جائے نجات نہیں سوائے تیرے، اے اللہ! میں ایمان لایا اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا اور اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔ (چاہیئے تو یہ کہ پوری دعا عربی میں ہی یاد کر لے جو اوپر ذکر کی گئی ہے لیکن اگر کسی کو عربی میں یاد نہ ہو تو اردو میں ہی یہ دعا مانگ لے)۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اس رات میں مر گیا تو ایمان پر اس کی

موت ہوگی، اور اس دعا کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرے۔ اسی طرح آیۃ الکرسی، معوذتین اور تسبیحاتِ فاطمی کا بھی اہتمام سے پڑھے کیونکہ اگر کوئی شخص ذکر کرتا ہوا سو گیا تو ساری رات اس کو ذکر کرنے کا ثواب ملتا رہیگا۔

ساتواں کام:

ایک اور اہم بات یہ کہ اپنے جاننے والوں اور دوستوں کو اپنے نظام الاوقات سے مطلع ضرور کردیں اور ان کو اپنے رات کو جلدی سونے کے بارے میں بتادیں تاکہ پھر وہ آپ سے رات میں ملاقات کی خاطر نہ آئیں اور نہ ہی موبائل وغیرہ پر رابطہ کی کوشش کریں۔

آٹھواں کام:

اسی طرح تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد نمازِ فجر کے فضائل کا استحضار ضرور کریں یہاں تک کہ آپ کی پابندیِ فجر میں پختگی آجائے۔ اور اس کے لیئے اس کتاب کے اندر شروع میں ذکر کردہ نمازِ فجر کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وبال کی احادیث کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ یہ کام آپ کو نمازِ فجر کا پابند بنانے میں مفید ہوگا اور دوسرا اس سے بڑھ کر فائدہ یہ ہوگا کہ فضائل کو سامنے رکھا جائے تو عبادت ہمیشہ عبادت کے درجہ میں ہی رہے گی عادت کے درجہ میں نہیں جائے گی اور یہ بھی ایک بہت بڑی مصیبت ہے کہ انسان کی عبادت اس کی ایک روزمرہ کی عادت بن جائے اور اس میں سے روحانیت اور

لطافت نکل جائے اور ذوق وشوق عنقاء ہوجائے۔

نواں کام:

ایک کام یہ کیجئے کہ دوسروں کو فجر کی نماز کے لئے اٹھنے کی ترغیب دیجئے اور انہیں فجر کے فضائل بتائیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ امر بالمعروف اور داعی الی الخیر میں آپ کا بھی شمار ہوجائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آپ دوسروں کو دعوت دیں گے تو خود آپ کا ضمیر آپ کو فجر کی نماز کے چھوڑنے پر بہت ملامت کرے گا کہ تو کیسا شخص ہے کہ دوسروں کو تو فجر کی نماز کی پابندی کا درس دیتا ہے اور خود اس کی پابندی نہیں کرتا۔ یہ ایک لطیف تدبیر ہے اپنے آپ کو عمل پر لانے کے لئے۔

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اپنے اندر کسی عمل یا کسی خاص بات میں کوتاہی دیکھتا ہوں تو اسی پر بیان کردیتا ہوں۔ اللہ تعالی اس پر بیان کرنے کی برکت سے مجھ سے وہ کوتاہی دور فرما دیتے ہیں۔

اس دعوت کی ابتداء سب سے پہلے اپنے گھر والوں سے کیجئے! کہ بیوی ہو یا اپنے چھوٹے بھائی ہوں، بچے ہوں یا بچیاں ہوں انکو نمازِ فجر کی پیار محبت سے ترغیب دیجئے اور ہوسکے تو خود ان کو فجر میں اٹھایئے اس کے بعد اگر دیکھے کہ گھر میں بڑے ہیں اور وہ فجر کی نماز میں نہیں اٹھتے مثلا والدین یا بڑے بھائی وغیرہ تو ان کو انتہائی ادب کے ساتھ فجر کی نماز کے وقت اٹھایئے اور یہ کوئی ترغیبی حکم نہیں بلکہ ہر ایک انسان پر واجب ہے۔

ہرانسان سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی:

جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما أنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته، الإمام راع ومسئول عن رعیته، والرجل راع فی أهله وهو مسئول عن رعیته، والمرأة راعیة فی بیت زوجها ومسئولة عن رعیتها. الحدیث

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا، حاکم نگہبان ہے اور اس سے رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، گھر کا بڑا اپنے گھر کا نگہبان ہے اور اس سے گھر والوں کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے اور اس سے بچوں وغیرہ کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔

معلوم ہوا کہ ہر بڑے کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے چھوٹوں کی دیکھ بھال کرے اور جہاں دنیاوی امور میں دیکھ بھال کی ضرورت ہے دینی امور میں بھی دیکھ بھال کرنا اس کے فرائضِ منصبیہ میں شامل ہے اس لئے وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ وہ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں یانہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دوسرے فرائض کردہ کاموں کو سرانجام دیتے

ہیں یا نہیں وغیرہ۔ اگر ایک شخص بھی آپ کی وجہ سے فجر کی نماز پڑھے گا تو اس کی نماز کا پورا پورا ثواب آپ کو بھی ملے گا اور وہ قیامت کے دن آپ کے نامہ اعمال میں شمار کیا جائے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے "**من دل علی خیر فله اجر مثل فاعله**" کہ جس شخص نے کسی کی خیر کی طرف رہنمائی کردی تو اس رہنمائی کرنے والے کے لئے ویسا ہی اجر ہے جیسا اس خیر کے کرنے والے کے لئے ہے۔

دسواں کام:

اگر ان تمام کاموں کے باوجود بھی فجر کی نماز رہ جائے تو استغفار کیجئے اور پھر پختہ عزم کرلیں کہ انشاء اللہ اب کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ میری فجر کی نماز رہ جائے۔ اگر روز توبہ ٹوٹ جائے تو روز نئے عزم اور ہمت کے ساتھ استغفار کرتے رہیں اور آئندہ کے لئے پابندی کا عزم کریں۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے "**من جد وجد**" کہ جو کسی چیز کو حاصل کرنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے کبھی نہ کبھی پالیتا ہے۔ اور ایک دوسرا قول ہے "**من قرع الباب والح دخل**" کہ جو مسلسل دَر کھٹکھٹائے جاتا ہے تو کبھی نہ کبھی دروازہ کھل ہی جاتا ہے۔
اگر آپ اسی طرح عزم و ہمت سے روزانہ یہ کرنے کے دس کام کرتے رہیں تو انشاء اللہ جلد ہی آپ نمازِ فجر کے پابند ہوں گے۔ **وما ذالک علی الله بعزیز**

زندگی کا مقصودِ حقیقی اللہ کی عبادت ہے:

فجر کی نماز پڑھ لینے کی اتنی تاکید صرف دو رکعت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کے اندر ایک عظیم الشان مقصد ہے کہ ایک مومن کی زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت ہوا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" الآیۃ ۔یعنی فجر کی نماز اس مقصودیت کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ ایک مسلمان کے دن کا آغاز بھی اللہ جل شانہ کے سامنے سجدہ ریزی سے ہو اور اختتام بھی بارگاہِ خداوندی میں سر کو جھکاتے ہوئے ہو۔

فجر اور جمعہ کے نمازی:

واقعہ مشہور ہے کہ ایک یہودی عالم سے پوچھا گیا کہ تم مسلمانوں کی کس حالت سے سب سے زیادہ ڈرتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ اس بات سے کہ مسلمانوں کے جمعہ کی نماز میں جتنے نمازی ہوتے ہیں اتنے ہی فجر کی نماز میں ہو جائیں اس سے بہت ڈر لگتا ہے کہ اگر یہ صورت ہوگئی تو ہمارا زوال شروع ہو جائے گا۔ یہ واقعہ چاہے سچا ہو یا جھوٹا لیکن بات سو فیصد سچی ہے کہ واقعتاً جس دن مسلمانوں کی فجر کے نمازیوں کی تعداد جمعہ کے نمازیوں کے برابر ہوگئی تو یہ اس بات کی واضح نشانی ہوگی کہ مسلمانوں میں اپنے دین کا درد اور احساس ذمہ داری واپس سے پیدا ہوگیا ہے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایسا دن دکھا دے۔

صلاح الدین ایوبی کی فتوحات کا راز:

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے جو امت مسلمہ کو واپس اسی نہج پر پہنچا دیا

تھا جس پر وہ شروع اسلام میں تھی اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے اپنی فوج میں سب سے زیادہ پابندی نماز کی پیدا کی اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ جو لشکر جماعت کی پابندی نہ کر سکے وہ صلیبیوں کے سامنے جہاد کی صفوں کی پابندی کیسے کرے گا اس لئے سب سے زیادہ توجہ انہوں نے اپنی فوج میں نماز پر دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ" ترجمہ: اللہ ضرور ان کی مدد کرتا ہے جو دین کی سربلندی کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کے دور میں کیسے مسلمانوں کے لئے اللہ کی مدد کے دروازے کھل سکتے ہیں جبکہ حال یہ ہے کہ وہ فرض نمازوں کو ہی چھوڑے بیٹھے ہیں ۔جب اللہ ہی کو ناراض کریں گے تو کون سی ذات ہے جو مسلمانوں کی مدد کرے گی اور ان کے بگڑے ہوئے حالات کو درست کرے گی؟

قومِ لوط پر عذاب فجر کے وقت میں:

قرآن مجید میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم سے عدل کی طرف اور فساد سے اصلاح کی طرف ہواؤں کو پھیرنے کے لئے اسی فجر کے مبارک وقت کا انتخاب کیا ہے جیسا کہ قوم لوط کے واقعہ میں آتا ہے: قَالَ تَعَالٰی " :اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ، اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ "ترجمہ: ان کے عذاب کے لئے صبح کا وقت ہے تو کیا صبح کا وقت جلد ہی نہیں آنے والا؟ اللہ جل شانہ تو اس بات پر بھی قادر تھا کہ دن دھاڑے ان پر عذاب آجاتا اور اس پر بھی کہ رات کی تاریکیوں میں موت کی چنگھاڑ ان پر مسلط کر دی جاتی لیکن اس کے باوجود کیا وجہ ہے کہ فرشتے لوط علیہ السلام سے فرما رہے ہیں کہ آپ جلدی اس شہر سے نکل جائیے کہ صبح ہونے والی ہے جو کہ ان

کے عذاب کا وقت ہے۔سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت کو فساد سے اصلاح کی طرف آنے میں اور ظلمتوں کے اندھیروں سے روشنیوں کی طرف پھیرنے میں خاص دخل ہے۔

قوم ھود پر عذاب فجر کے وقت میں:

قوم ھود کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں کیا فرماتے ہیں کہ کیسے ان کو ہلاک کیا گیا اور کس وقت میں؟

قال اللہ تعالیٰ "تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا، (فَأَصْبَحُوا) لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُم "

ترجمہ: اکھاڑ پھینکا اس ہوا نے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے اور ان لوگوں نے ''صبح'' اس حال میں کی کہ سوائے ان کے گھروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔

دیکھئے! پوری قوم رات کے اخیر حصہ میں ہلاک کی گئی اور صبح کے وقت نہ کوئی آدم تھا نہ آدم زاد، صرف وحشت اور ویرانیوں سے پُر ان کے گھر تھے۔اب بھی وقت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے پچھلی زندگی پر توبہ کریں اور آئندہ فجر کی نماز کی پابندی کرنے لگیں ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے عاجز نہیں ہے کہ ہمارے اوپر بھی ویسے ہی عذاب نازل کر دے جیسا کہ پچھلی امتوں پر کیئے گئے اور ہم خوابِ غفلت میں ہی سوتے رہ جائیں اور اس جہاں سے دوسرے جہاں میں منتقل کر دیئے جائیں۔

قوم صالح پر عذاب فجر کے وقت میں:

قوم صالح پر عذاب بھی صبح کے اول وقت تھا۔قوم صالح کے بارے میں قرآن کھول کر دیکھئے آپ حیران ہونگے کہ ان کو بھی رات کے اخیر حصہ میں عذاب دیا گیا اور صبح انہوں نے اس حال میں کی کہ اوندھے منہ پڑے تھے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (فَأَصْبَحُوا) فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ، "

ترجمہ: اور ظالموں کو ایک چیخ نے آ پکڑا اور صبح انہوں نے اس حال میں کی کہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے تھے۔

جہاد میں صبح کے وقت کی اہمیت:

نبی کریم ﷺ کا معمول دیکھئے تو اس میں بھی فجر کے وقت کو نمایاں خصوصیت بخشی جاتی ہے۔چنانچہ خیبر کی فتح کے موقع پر آپ ﷺ نے صبح کے وقت حملہ کیا اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

"إنا إذا نزلنا بساحة قوم فساء (صباح) المنذرين"

ترجمہ: ہم جب کسی قوم کے صحن میں جا پڑتے ہیں تو وہ لوگ ''صبح'' بری حالت میں کرتے ہیں جن کو ڈرایا گیا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فجر میں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تذکرہ جس حدیث میں آتا ہے اس

میں وضاحت سے لکھا ہے کہ مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے اور تکبیر کہی جا چکی ہوگی کہ اچانک مسیح علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا اور وہ دو فرشتوں کے سہارے تشریف لا رہے ہونگے۔ ہم آج جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں علامات قیامت کے بارے میں کی جانے والی پیشین گوئیاں ایک ایک کر کے پوری ہوتی ہوئی کھلی آنکھوں سے نظر آ رہی ہیں۔ فتنے اپنے عروج پر پہنچ چکے ہیں، کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کس وقت امام مہدی کا خروج ہو جائے اور دجال کا عظیم ترین فتنہ ظاہر ہو جائے جس سے سوائے اس جماعت کے جو مسیح علیہ السلام اور امام مہدی کے ساتھ ہوگی کوئی نہیں بچ سکے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھی وہی ہوں گے جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے عادی ہوں گے اور انہی کے درمیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔

کیا ان واضح آیات اور نشانیوں کے بعد بھی کسی کو جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فجر کی جماعت ترک کرے۔ سانسوں کی مہلت کو غنیمت جان کر آج ہی بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز ہو جائیے! اور اپنے کریم پروردگار کے سامنے مافات پر ندامت کے چند اشک بہا کر ایک نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ ہمت باندھئے! کہ اے اللہ! آج تک ہم سے جو کوتاہیاں نمازِ فجر سے متعلق ہو گئیں سو ہو گئیں۔ آپ ہمیں معاف فرما دیجئے اور آئندہ کے لئے ہمیں ساری زندگی نمازِ فجر کی تکبیرِ اولیٰ کا ایسا پابند بنا دیجئے کہ پھر کبھی ہماری جماعت فوت نہ ہو۔

بس اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے جائیں، اگر ٹوٹ جائے تو پھر

کرلیں، پھر ٹوٹ جائے تو پھر توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ اگر دن میں ستر مرتبہ بھی توبہ کر کے توڑ دے اور پھر توبہ کرلے تب بھی اللہ تعالیٰ بندے کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اکمال الشیم جو تصوف وسلوک کی بلند پایہ کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ بندہ سے جب بھی کسی گناہ کا صدور ہو جائے تو اس عزم کے ساتھ توبہ کرے کہ شاید اللہ تعالی نے میری قسمت میں یہ آخری گناہ لکھا ہو اور شاید آج کی توبہ کے بعد اللہ مجھے استقامت عطا فرما دیں۔ اسی طرح ہر روز فجر کی نماز کے لئے تیاری کریں اور مذکورہ کرنے کے کام کرتے چلے جائیں اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ قریب ہی آپ کو وہ دن دکھا دے گا کہ آپ کیلئے فجر کی نماز کا پڑھنا انتہائی آسان ہو جائے گا اور آپ ساری زندگی کے لئے نمازِ فجر کے پابند لوگوں میں سے ہونگے۔ انہی کلمات کے ساتھ اپنے قلم کو لگام دیتا ہوں اور بعجز و نیاز بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اولاً تو اس نالائق کو اور ثانیاً اس کتاب کے پڑھنے والوں کو ہمیشہ کے لئے نمازِ فجر باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کا محض اپنے فضل و کرم سے پابند بنا دے۔

وباللہ التوفیق

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب



سونے کے آداب:

سونے سے متعلق بحث چل رہی تھی اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اختصار کے ساتھ سونے کے وقت کے آداب بھی ذکر کردئے جائیں تاکہ ان کا اہتمام ہمارے فجر میں اٹھنے کے لئے مزید معاون ہوسکے۔اور مناسب یہ سمجھا کہ نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ ارشادات مع ترجمہ کے نقل کردیئے جائیں تاکہ ان احادیث میں جو مسنون دعائیں نقل کی گئی ہیں ان کو عربی میں ہی یاد کرلیا جاسکے کہ پورے طور پر ہم سنت پر جب ہی عمل پیرا ہوں گے جب ان کو عربی میں ہی پڑھیں، اور ساتھ ساتھ ترجمہ کو بھی اگر یاد کرلیا جائے تو یہ نور علی نور ہوگا اور ہم پورا پورا استفادہ ان دعاؤں سے کرسکیں گے کیونکہ یہ دعائیں ہیں تو مختصر مگر جامع الکلم ہونے کی وجہ سے انتہائی پُر مغز ہیں، اور بشرِ انسانی کی قدرت سے خارج نظر آتی ہیں کہ اتنے مختصر کلمات میں اتنے وقیع اور گہرے مضامین کہ دین و دنیا کی تمام ہی حاجات مانگ لی گئیں اس لئے جتنا حصہ عربی میں دعا کا تھا اس کو

خصوصی طور پر اس قوسین کے درمیان کر دیا گیا ہے ﴿ ﴾۔اور ساتھ ساتھ یہ کہ نبی کریمﷺ کی زبان مبارک کے ارشادات ہونے کی وجہ سے اثر انداز بھی ہوں گے۔اسی لیئے اس حصہ میں خصوصی طور پر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے تا کہ صحیح تلفظ کے ساتھ ان کو یاد کیا جا سکے۔

عشاء سے قبل نہ سونا:

عَنْ أَبِی بَرْزَۃَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِیثَ بَعْدَهَا .صحیح البخاری

ترجمہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد (دنیاوی) باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

سونے سے پہلے وضو کرنا:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا أَتَیْتَ مَضْجَعَکَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَکَ لِلصَّلاۃِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَی شِقِّکَ الْأَیْمَنِ، ثُمَّ قُلْ﴿اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِی إِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِی إِلَیْکَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِی إِلَیْکَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَیْکَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْکَ إِلاَ إِلَیْکَ .اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِی أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّکَ الَّذِی أَرْسَلْتَ﴾ .فَإِنْ مُتَّ

مِنْ لَیْلَتِکَ فَأَنْتَ عَلَی الْفِطْرَۃِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَکَلَّمُ بِهِ .قَالَ فَرَدَّدْتُهَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغْتُ :اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِی أَنْزَلْتَ، قُلْتُ :وَرَسُولِکَ .قَالَ: لاَ، وَنَبِیِّکَ الَّذِی أَرْسَلْتَ متفق علیه

ترجمہ: نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو ایسے ہی وضو کرو جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو اور پھر اپنی دائیں جانب کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو! ﴿اے اللہ میں نے اپنا نفس آپ کے سپرد کر دیا، اپنے معاملات آپ کے سپرد کر دیئے، تجھ کو اپنی پشت پناہی کے لیئے چن لیا، تجھ سے محبت بھی ہے تجھ سے ڈرتے بھی ہیں، کوئی پناہ کی جگہ یا کوئی جائے نجات نہیں سوائے تیرے، اے اللہ! میں ایمان لایا اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا، اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا﴾۔

آپﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ اس رات میں مر گیا تو ایمان پر اس کی موت ہو گی، اور اس دعا کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرے۔ راوی یہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریمﷺ کو دوبارہ یہ دعا سنائی (تا کہ یاد ہو جائے) تو جب میں پہنچا ''اے اللہ! میں ایمان لایا اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا، پھر کہا اور اس رسول پر جس کو تو نے بھیجا'' (بجائے نبی کے میں نے رسول کا لفظ کہہ دیا) تو نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ کہو کہ ''اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا''۔

سونے سے پہلے بستر جھاڑنا:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا أَوَی أَحَدُکُمْ إِلَی

فِرَاشِهِ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ ﴿بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ﴾ .صحيح البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر کیطرف آئے تو اپنے بستر کو تہہ بند (وغیرہ) سے جھاڑ لے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کے بستر پر کون آیا (شاید کوئی تکلیف دہ جانور وغیرہ آ گیا ہو) پھر یہ دعا پڑھے ﴿اپنے رب کے نام سے میں نے اپنے پہلو کو زمین سے ٹکایا اور (اے میرے رب) آپ ہی کی طرف میں اٹھا لیا جاؤں گا (حالتِ نیند میں) اگر آپ میری جان روک لیں تو اس پر رحم فرمایئے گا اور اگر آپ اس کو واپس چھوڑ دیں تو حفاظت فرمایئے گا جس طرح آپ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں﴾

داہنی جانب کروٹ پر سونا:

عَنْ سُهَيْلٍ، قَالَ كَانَ أَبُو صَالِحٍ يَأْمُرُنَا إِذَا أَرَادَ أَحَدُنَا أَنْ يَنَامَ، أَنْ يَضْطَجِعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ يَقُولُ ﴿اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ .

اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ﴾ صحيح مسلم

وكان يروى ذالک عن ابی هريرة عن النبی ﷺ

ترجمہ: حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ شیخ ابو صالح ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو وہ دائیں جانب کروٹ پر لیٹے اور پھر یہ دعا پڑھے: ﴿اے اللہ! تو ہی آسمانوں اور زمین اور عرش عظیم کا رب ہے، ہمارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے، دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے والا بھی تو ہے اور توریت، انجیل اور قرآن مجید کو نازل کرنے والا بھی تو ہے، میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ آپ ہی اس کو قابو میں کرنے والے ہیں۔ اور اے اللہ! آپ کی ذات سب سے پہلے ہے آپ سے پہلے کچھ نہیں، اور آپ ہی کی ذات سب سے آخر میں رہ جانے والی ہے اس کے بعد کوئی نہیں، اور آپ اتنے ظاہر ہیں کہ آپ سے زیادہ ظاہر کوئی نہیں اور آپ ایسے مخفی بھی ہیں کہ آپ سے زیادہ چھپا ہوا کوئی نہیں۔ اے اللہ! ہمارا قرض چکا دیجئے اور ہماری تنگدستی کو دور فرما دیجئے﴾ راوی کہتے ہیں کہ وہ یہ دعا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے بیان کرتے تھے جو یہی دعا نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے۔

دایاں ہاتھ دائیں گال کے نیچے رکھنا:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ

مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ ﴿اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ، قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ﴾ (صحيح البخاري) وفي روايةعَنْ أم المؤمنين حَفْصَةَ رضي الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ ﴿اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾، ثَلاَثَ مِرَارٍ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے: ﴿اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں سوتا اور بیدار رہتا ہوں، اور جب سو کر بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں زندہ کر دیا موت دینے کے بعد اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے﴾۔

اور ایک روایت میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا پڑھتے: ﴿اے اللہ! جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں (حشر کے دن) مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھئے گا﴾۔ اور یہ تین مرتبہ کہتے۔

تمام گناہوں سے توبہ کر کے سونا:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وُضُوئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ. فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى. فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ، تَبِعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ: إِنِّي لاَحَيْتُ أَبِي، فَأَقْسَمْتُ أَنْ لاَ أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلاَثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتَ. قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا. غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ، ذَكَرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ حَتَّى يَقُومَ لِصَلاَةِ الْفَجْرِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلاَ خَيْرًا. فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلاَثُ لَيَالٍ، وَكِدْتُ أَنْ أَحْتَقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ! إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلاَ هَجْرٌ ثَمَّ، وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ ثَلاَثَ مِرَارٍ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ،

فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلاَثَ مِرَارٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِیَ إِلَیْکَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُکَ فَأَقْتَدِیَ بِهِ، فَلَمْ أَرَکَ تَعْمَلُ کَثِیرَ عَمَلٍ .فَمَا الَّذِی بَلَغَ بِکَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ :مَا هُوَ إِلاَ مَا رَأَیْتَ . قَالَ :فَلَمَّا وَلَّیْتُ، دَعَانِی، فَقَالَ :مَا هُوَ إِلاَ مَا رَأَیْتَ، غَیْرَ أَنِّی لاَ أَجِدُ فِی نَفْسِی لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِینَ غِشًّا، وَلاَ أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَی خَیْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِیَّاهُ .فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ :هَذِهِ الَّتِی بَلَغَتْ بِکَ، وَهِیَ الَّتِی لاَ نُطِیقُ مسند الإمام أحمد

ترجمہ: امام زہری رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارے سامنے عنقریب ایک جنتی شخص آنے والا ہے (تو ہم نے دیکھا) کہ اچانک ایک انصاری آدمی آئے، ان کے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اوران کے بائیں ہاتھ میں جوتیاں تھیں۔ اگلا دن آیا تو نبی کریم ﷺ نے پھر وہی بات کہی جو گذشتہ روز کہی تھی (کہ تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آنے والا ہے) پھر وہی شخص کل کی طرح سے آیا۔ جب تیسرا دن آیا تو پھر نبی کریم ﷺ نے وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر وہی شخص پہلے جیسی حالت پر آیا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے پیچھے ہو لئے اور انہیں کہا کہ میرا اپنے والد سے کچھ جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ تین راتیں گھر نہ آؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے گھر میں ٹھکانہ دیدیں تاکہ میں اپنی قسم سے بری ہو جاؤں۔ اس شخص نے

اجازت دیدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ اس شخص کے ساتھ تین راتیں رہے (جس شخص کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے لگاتار تین راتیں جنتی ہونے کی بشارت سنائی تھی) تو انہوں نے نہیں دیکھا کہ اس نے رات میں کچھ خاص عبادات وغیرہ کی ہو سوائے اس کے کہ وہ بستر پر کروٹیں بدلتے رہے (جیسے بے چین آدمی ہوتا ہے) اور اللہ کا ذکر کرتے رہے اور تکبیر و تسبیح پڑھتے رہے رہتے یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لئے اٹھ جاتے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہاں اتنی بات تھی کہ میں نے ان کی زبان سے سوائے خیر کے اور کوئی کلام نہیں سنا۔ جب تین راتیں گزر گئیں۔ اور میں ان کے عمل کو حقیر ہی سمجھ رہا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی غصہ والی بات یا جھگڑا نہیں ہے لیکن میں نے نبی کریم ﷺ سے تین مرتبہ یہ بات سنی کہ ''تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آنے والا ہے'' اور تینوں مرتبہ تم ہی آئے۔ تو میں نے چاہا کہ میں گھر میں آؤں اور تمہارے اعمال کو دیکھ کر ان کی اقتداء کروں لیکن میں نے تو تمہیں زیادہ عمل کرتے دیکھا ہی نہیں۔ تو وہ کونسی چیز ہے جس نے تمہیں اس درجہ پر پہنچا دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہارے بارے میں ایسی بات فرما رہے ہیں۔ تو ان صحابی نے کہا کہ میں تو یہی کچھ کرتا ہوں جو تم نے دیکھے ہیں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں واپس جانے کے لئے پلٹا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا اعمال تو یہی کچھ ہیں جو تم نے دیکھے البتہ ایک بات یہ اور ہے کہ میں اپنے جی میں کسی مسلمان کے لئے نفرت کے جذبات نہیں رکھتا اور نہ کسی سے اس چیز پر حسد کرتا ہوں اس جو اللہ

تعالیٰ نے اس کو عنایت فرمائی ہو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہی تو وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا اور ہم اس عمل کی طاقت نہیں رکھتے۔

معوذتین اور سورہ اخلاص پڑھ کر دم کرنا:

عَنْ أم المؤمنين عَائِشَةَ رضى الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ و قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ روزانہ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرماتے (جس طرح دعا مانگتے وقت جمع کرتے ہیں) پھر اس میں سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر تھتکارتے۔ اور پھر اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ اور ہاتھوں کو ابتداء سر اور چہرہ اور پھر جسم کے آگلے حصہ کی جانب جہاں تک ہاتھ پہنچتا وہاں تک پھیر لیتے، اور اسی طرح تین مرتبہ کرتے۔

آیۃ الکرسی پڑھنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ

رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللَّهِ لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ. قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ. فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَة مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالاً، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ. فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ سَيَعُودُ، فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لاَ أَعُودُ. فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالاً، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ. فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ وَهَذَا آخِرُ ثَلاثِ مَرَّاتٍ، إِنَّكَ تَزْعُمُ لاَ تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ. قَالَ دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا. قُلْتُ: مَا هُنَ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ

مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَايَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ .فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ .فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ .قَالَ مَا هِيَ؟ قُلْتُ :قَالَ لِي : إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ وَقَالَ لِي لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ .فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ . تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ لَا .قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ .صحيح البخاری.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوۃ کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔ تو ایک آنے والا آیا اور کھانے کی ڈھیری میں سے ایک مٹھی بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: خدا کی قسم میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ تو وہ کہنے لگا میں فقیر آدمی ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، شدید ضرورت آن پڑی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جانے دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ابو ہریرہ! وہ رات والے چور کا کیا قصہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! اس نے سخت ضرورت اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا عذر پیش کیا تو مجھے رحم آ گیا

اور میں نے اسے جانے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سن لو! اس نے تم سے جھوٹ کہا تھا اور وہ پھر آئے گا۔ (فرماتے ہیں) مجھے یقین ہو گیا کہ ضرور وہ پھر آئے کیونکہ اللہ کے رسول پیشین گوئی فرما رہے ہیں کہ وہ آئے گا۔ تو میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ وہ پھر آیا اور لگا (کھانے میں ہاتھ ڈال کر) مٹھی بھرنے۔ میں نے اسے پکڑ لیا وہ پھر کہنے لگا میں فقیر آدمی ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، شدید ضرورت آن پڑی ہے، آئندہ نہیں آؤں گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) مجھے پھر رحم آ گیا میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جانے دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ابو ہریرہ! وہ چور کا کیا قصہ ہوا؟ تو میں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! اس نے سخت ضرورت اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا عذر پیش کیا تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے جانے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھی طرح سن لو! اس نے تم سے جھوٹ کہا تھا اور وہ پھر آئے گا۔ (فرماتے ہیں) میں تیسری رات پھر گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ وہ پھر آیا اور لگا (کھانے میں ہاتھ ڈال کر) مٹھی بھرنے۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ یہ تیسری مرتبہ ہے تم تو کہہ رہے تھے کہ نہیں آؤں گا پھر تم آ گئے۔ وہ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایسی بات سکھا دوں گا کہ اللہ تمہیں اس سے بہت نفع دے گا۔ میں نے کہا وہ کیا؟ کہنے لگا جب بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو کہ اس کی وجہ سے مسلسل اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہو گے، اور شیطان صبح تک تمہارے قریب تک نہ آ سکے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات کی وجہ سے) میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے

مجھ سے پوچھا: ابو ہریرہ! وہ رات والے چور کا کیا قصہ ہوا؟ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھا دے گا جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا۔ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ تو میں نے کہا کہ اس نے بتایا ہے کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو برابر اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور شیطان تمہارے قریب تک نہ آسکے گا۔ (صحابہ کرام خیر کی بات کے سیکھنے پر بہت ہی حریص ہوا کرتے تھے) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سن لو! تھا تو پکا جھوٹا مگر بات سچ کہہ گیا۔ ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ تین راتوں سے کس سے بات کر رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھنا:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ بِتَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَ تَبَارَكَ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب تک سورہ سجدہ اور سورہ ملک نہ پڑھ لیتے نہیں سوتے تھے۔

تسبیحاتِ فاطمی کا اہتمام کرنا:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَى، فَأُتِيَ النَّبِيَّ ﷺ بِسَبْيٍ، فَانْطَلَقَتْ، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا. فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ

فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا، وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا. فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا. فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَانِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

ترجمہ: حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چکی پینے کی مشقت کی وجہ سے مجھ سے شکوہ کیا۔ تو اسی دوران نبی کریم ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے تو یہ بھی چلی گئیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ کو وہاں نہ پایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں موجود تھیں اس لئے انہیں کو کہہ دیا (کہ نبی کریم ﷺ کو کہہ دیں ہمیں بھی یاد رکھیں غلاموں کی تقسیم کے وقت) جب نبی کریم ﷺ آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنے کی خبر سنائی۔ تو نبی کریم ﷺ ہمارے گھر آئے اس حال میں کہ ہم بستر پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ فورا کھڑی ہو جاؤں۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر ہی لیٹے رہو! پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے کہ مجھے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس ہونے لگی (یعنی اتنے قریب بیٹھے تھے) اور فرمایا کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتادوں جو تم نے مجھ سے مانگی ہے (غلام سے)؟ اور فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، اور تینتیس مرتبہ

الحمدللہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے ایک خادم سے زیادہ بہتر ہے۔

لائٹیں، چولہے اور دروازے بند کرنا اور برتنوں کو ڈھانک دینا:

وعَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ، وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ .

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم رات میں سونے کے لئے لیٹ جاؤ، تو چراغوں کو بجھا دو! دروازوں کو بند کردو! مشکیزوں کو اچھی طرح باندھ دو! اور کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھک دو!۔

سوتے وقت تہجد میں اٹھنے کا ارادہ کرنا:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی الله عنه عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، قَال : مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتَّى أَصْبَحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر اس حال میں آئے کہ اس کی نیت تہجد میں اٹھنے کی ہو، پھر اس کی آنکھ صبح ہی کھلے (تہجد میں بیدار نہ ہو سکے) تو اس کے لئے اس تہجد کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جس کو پڑھنے کا اس نے ارادہ کیا تھا، اور نینداس کے رب کی طرف سے بطور صدقہ

کے مل جاتی ہے۔ (یہ نیند عطیہ خداوندی ہو جاتی ہے اور اس کو رات بھر تہجد پڑھنے والا سمجھا جاتا ہے)۔

پیٹ کے بل لیٹ کر نہ سونا:

عَنْ طِخْفَةَ الْغِفَارِيِّ رضی الله عنه قَالَ أَصَابَنِي رَسُولُ اللَّهِ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَطْنِي، فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ، وَقَالَ مَا لَكَ وَلِهَذَا النَّوْمِ هَذِهِ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللَّهُ أَوْ يُبْغِضُهَا اللَّهُ .

ترجمہ: حضرت طخفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے میں پیٹ کے بل (الٹا) لیٹا مسجد میں سو رہا تھا۔ تو آپ نے مجھے اپنے پاؤں سے اٹھایا اور کہا کہ ایسے کیوں سوتے ہو؟ اس طرح سونا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کو غصہ دلاتا ہے۔

بغیر منڈیر والی چھت پر نہ سونا:

عَنْ عَلِيٍّ بن شَيْبَانَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ لَهُ حِجَارٌ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ .

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایسی چھت پر رات گزاری جس کی کوئی منڈیر نہ ہو تو اللہ رب العزت پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں (ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے نکل جائیگا)۔

گھبراہٹ کے وقت کی دعا:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ :إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ، فَلْيَقُلْ ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ﴾ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

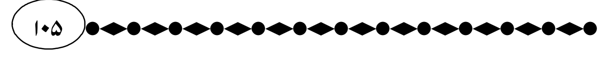
ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کسی کی آنکھ گھبراہٹ کی حالت میں کھل جائے تو یہ دعا پڑھے ”اے اللہ! میں تیرے کامل کلمات کے وسیلے سے تیری پناہ میں آتا ہوں تیرے غصہ اور تیری سزا سے، اور تیرے بندوں کے شر سے، اور شیطانی وسوسوں سے کہ وہ مجھے درپیش ہوں، اس لئے کہ (اس دعا کی برکت سے) وہ اس کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے۔

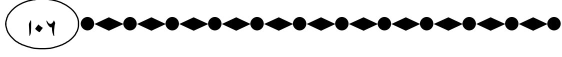
خاتمہ:

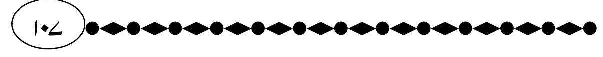
اللہ رب العزت کا معاملہ اس نالائق کے ساتھ ہمیشہ فضل و احسان کا رہا اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ دن رات ہوتا ہے۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ ” **مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً فِی اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهاً وَ کُنْتُ لَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَافِعاً وَّشَهِیْداً**“ (مشکوٰۃ)

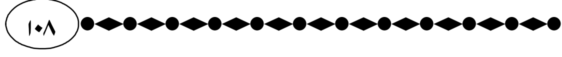
ترجمہ: جو شخص میری امت کے لئے چالیس احادیث کو محفوظ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس

کو فقاہت کے درجات تک پہنچا دے گا اور بروزِ محشر میں اس کے لئے سفارشی اور گواہ ہونگا۔اپنے اکابرین کا یہ معمول دیکھا کہ وہ اس حدیث مبارکہ کی فضیلت حاصل کرنے کے اپنی زندگی میں کم از کم چہل احادیث ضرور ہی محفوظ کرا دیتے ہیں۔الحمدللہ! بعد ختمِ کتاب کے جب تمام احادیث کو شمار کیا گیا تو وہ احادیث جن کو متن کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ان کی تعداد ۴۵ نکلی۔اللہ جل شانہ کی ذات سے امید ہے کہ اس حدیث کی فضیلت بھی اسی کتابچہ کی بدولت عنایت فرمائیں! بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ اس کتاب کو قبول فرمائے ۔اور ہمیں بھی قیامت کے دن پیارے حبیب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین


١٠٥


١٠٦





نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟

نمازِ فجر کی پابندی کیسے؟